الف میم

محمد ﷺ
اللہ

مجموعۂ حمد و نعت



رباب رشیدی

الف میم

(مجموعہ حمد و نعت)

رباب رشیدی

نام کتاب	:	الف میم
مصنف وناشر	:	ربابؔ رشیدی
تعداد	:	چار سو
کتابت وکمپوزنگ	:	الخطاط، وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ
سن اشاعت	:	۲۰۰۱ء
مطبوعہ	:	یونائیٹڈ پرنٹنگ پریس، لکھنؤ
قیمت	:	ایک سو پچاس روپئے
ملنے کے پتے	:	۱۲۶/ تازی خانہ لکھنؤ
		۶۵/ تارین، شاہجہاں پور
تقسیم کار	:	دانش محل، جھنڈے والا پارک امین آباد لکھنؤ

انتساب

برادر معظم

محترم **غلام احمد قادری** مدظلہ العالی

کے نام

جو حمد و نعت سے والہانہ ذوق رکھتے

ہیں

اعتراف

اس مجموعہ کی اشاعت میں ہوئی تاخیر تو کچھ باعثِ تاخیر بھی تھا وقت کی تیز روی کے بارے میں کتابوں میں پڑھا، بزرگوں سے سُنا۔ مگر سمجھ میں اب آیا جب ڈھلان کا سفر شروع ہوگیا۔ یہ تو اللہ کا فضلِ بے پایاں ہے جو میری تمنّا بار آور ہوئی۔ حمد و نعت کی وسعتوں کا جائزہ لینا کارِ آساں نہیں۔ ان اصناف کی اہمیت و عظمت پر اکابرین تفصیل سے لکھ چکے ہیں۔ سچائی یہی ہے کہ حمد و نعت کے تقاضوں کو پورا کرنا صلاحیت پر نہیں بلکہ توفیق پر منحصر ہے جو بجائے خود بڑی سعادت کی بات ہے۔ میں بصد عجز بارگاہِ ربّ العزت میں ملتجی ہوں کہ وہ اِن اوراق کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور میری کوتاہیوں کو معاف کر دے۔ نیز سرکارِ دوعالم کے دربار اقدس میں "الف میم" کو باریابی حاصل ہو جائے۔ آمین

یہ اعتراف بھی ضروری ہے کہ مخدومی رشید حسن خاں کی شفقت اور سید امجد حسین کے بے لوث مخلصانہ تعاون کے سبب ہی اس کتاب کی اشاعت عمل میں آسکی۔ ساتھ ہی ساتھ اپنی خالہ صاحبہ جو میرے لئے زندگی کی کڑی دھوپ میں ایک گھنی چھانو والا درخت ہیں اور ان کا خانوادہ بھی محبت و شرافت کی خوشبو میں رچابسا ہے۔ اِن سب کے لئے اپنے دل میں پنہاں جذبۂ تشکر کا اظہار واجبات میں سمجھتا ہوں۔ وہ کارسازِ حقیقی جو اپنے حسنِ انتظام میں لاثانی ہے میرے ایسے تمام محسنوں کو اجر دینے والا ہے۔ میرا کام ان کے واسطے دُعا کرنا ہے۔

رباب رشیدی

بابِ حمد

کبھی بھی راستے ہوتے نہیں مرے مسدود
کہ "لا" کے بعد جو ہے بس وہی مرا مقصود

سمندروں کی سیاہی قلم درختوں کے
حدود ان کی مقرر مگر وہ لامحدود

بڑا رحیم، بڑا کارساز ہے مولا
جہاں، جہاں بھی پکارا وہاں وہاں موجود

ہمارے ہونٹوں پہ ہے لا الہٰ الا اللہ
حضور جس کے ہیں سب ایک جیسے غیب و شہود

ازل سے پہلے بھی وہ اور ابد کے بعد بھی وہ
وہی ہے صرف وہی کائنات کا مسجود

سوائے اُس کے، یہاں کُلُّ مَن عَلَیہَا فَان
یہ نقش و رنگ و چراغِ حیات دُود ہی دُود

ترا سہارا، ترا آسرا، تری رحمت
یہی ہے زادِ سفر میرا اے مرے معبود

راضی برضا رہنا سکھایا کس نے
تسلیم کا راستا دکھایا کس نے
احساسِ تشکُّر سے یہی سوچتے ہیں
اس خاک کو آسماں بنایا کس نے

میرا مولا میرا آقا اللہ ھو
کون ہے سارے جگ کا داتا اللہ ھو

کس نے میرے حال پہ شفقت فرمائی
کس نے میرے غم کو سمجھا اللہ ھو

اُس کی دنیا اور سبھی بندے اُس کے
مظلوموں کا وہ رکھوالا اللہ ھو

مایوسی کے جیسے اندھیرے تھے ہی نہیں
جب بھی میرے لب پر آیا اللہ ھو

وہ دیوانہ فرزانوں سے بڑھ کر تھا
جو ہر دم کہتا رہتا تھا اللہ ھو

اُس کی عظمت کے نغمے بس گئے جا
اللہ ھو یا اللہ ھو یا اللہ ھو

○

بغیر آئنہ ہی وہ سدا سنورتا ہے
جو سبز رُت ہو تو کچھ اور بھی نکھرتا ہے

ہمیشہ ہم کو وہ ٹوٹے دلوں کے پاس ملا
شگفتگی کا وہی انتظام کرتا ہے

وہ آفتابِ یقیں، اعتبارِ فکر و نظر
میں ڈوبتا ہوں تو وہ ذہن میں ابھرتا ہے

بکھیر دیتا ہے رعنائی خیال وہاں
جو پیچ و خم سے مرا ذوقِ خام ڈرتا ہے

یہ اپنا وہم ہے ورنہ وہی علیم و خبیر
لگے ہے نظمِ جہاں بس ابھی بکھرتا ہے

پسند کرتا ہے باتیں وہ استعاروں میں
ہمارا ذوقِ سخن بھی اسی پہ مرتا ہے

ہر ایک غم کا مداوا ہے اُس کے پاس رباب
ہر ایک زخم اُسی کے کرم سے بھرتا ہے

○

بلندی عرش کی ہے اور تو ہے
بہ ہر سُو روشنی ہے اور تو ہے
مشیت کے اُجالوں کی فضا میں
سرور سرمدی ہے اور تو ہے
ہماری آگہی کیا اور ہم کیا
تری ہی آگہی ہے اور تو ہے
مری یہ بندگی ہے اور میں ہوں
بزرگی، بر تری ہے اور تو ہے
اس انجانے سفر میں کون میرا
جمالِ رہبری ہے اور تو ہے
کہاں ہم ڈھونڈتے ہیں عکس اپنے
یہ آئینہ گری ہے اور تو ہے

تاریک خیالوں کی ضیا کون ہے تُو ہے
دیتا ہے جو توفیقِ دُعا کون ہے تُو ہے

میں صاحبِ تسلیم و رضا بندۂ ناچیز
اور مُقتدرِ قدر و قضا کون ہے تو ہے

شادابیِ احساس کا کیا، آئے چلی جائے
جو کچھ ہے یہاں تیرے سوا کون ہے، تُو ہے

تزئین میں اک حُسن ہے، تنظیم میں اک ذوق
یہ کون و مکاں اس کا خدا کون ہے تُو ہے

یہ سوچ ہی اکثر ہمیں سرشار کرے ہے
یہ جس سے معطر ہے فضا کون ہے، تو ہے

جو درد میں ڈوبی ہے نوا کس کی ہے، میری
سنتا ہے جو ہر اک کی صدا کون ہے، تو ہے

پیمانِ وفا بھولنے والوں کو کہیں کیا
جو بخش دے اِس پر بھی خطا کون ہے، تو ہے

عافیت سے گزر رہی ہے رباب
یہ عطا کس کی ہے؟ اُسی کی ہے
بھیگ جاتی ہیں شکر سے آنکھیں
جب یہ کہتا ہوں، فضل ربی ہے

تیرے کرم کی انتہا سمجھے کوئی کیسے بھلا
تو سب کا ہے حاجت روا ہر ایک منگتا ہے ترا
جگ کا سہارا اے خدا
تو سب سے پیارا اے خدا

تیرے یقیں کی روشنی ہر سمت ہے پھیلی ہوئی
مایوس ہو کیسے کوئی دیتا ہے تو ہی زندگی
جگ کا سہارا اے خدا
تو سب سے پیارا اے خدا

امید کی ہر دم ضیا اور آسروں کا سلسلا
کیا دلنوازی کی فضا کیا غمگساری کی ادا
جگ کا سہارا اے خدا
تو سب سے پیارا اے خدا

کس کی ہو لب پر گفتگو کس کی کریں ہم آرزو
بیکار ہے سب جستجو بس تُو ہی تُو بس تو ہی تُو
جگ کا سہارا اے خدا
تو سب سے پیارا اے خدا

کلیدِ کامرانی نام اُس کا
کریں ہم ذکر صبح و شام اُس کا

وہی توفیق دے حسن عمل کی
ستاروں کو سجانا کام اُس کا

سحر خیزی کہاں سب کا مقدر
برائے اہلِ دل انعام اُس کا

وہ ہو آب و ہوا یا چاند سورج
زمانے میں ہے فیضِ عام اُس کا

اُسے محبوب ہیں اخلاق والے
یہی قرآں میں ہے پیغام اُس کا

وہی آفاق کی پہنائیوں میں
سبھی کو مژدۂ اکرام اُس کا

نیا روز اک قصیدہ پڑھ رہا ہے
ازل سے چرخِ نیلی فام اُس کا

○

فکر انساں کی رفعتیں اُس کی
علم کی سب بصارتیں اُس کی

خاک کو آسماں بناتی ہیں
روح میں جذب اطاعتیں اُس کی

حُسن کیا ہے لطافتوں کے سوا
اور ساری لطافتیں اُس کی

سارے منظر وضاحتوں والے
کتنی روشن بشارتیں اُس کی

وہ زمانہ بھی، وقت بھی خود ہی
صدیاں اُس کی ہیں ساعتیں اُس کی

بے نیازی کے سلسلے کیا کیا
اور پھر اُن میں وسعتیں اُس کی

یہ فنا یہ شکستگی میری
وہ بقا اور وہ عظمتیں اُس کی

جتنے موہوم نقش سب میرے
مُقتدر جتنی صورتیں اُس کی

راستے میرے فاصلے میرے
منزلیں اُس کی، قربتیں اُس کی

شام آئے نشاطِ جاں بن کر
صبح لائے ہدایتیں اُس کی

کرتے جاؤ ربابؔ حمد و ثنا
سوچتے جاؤ نعمتیں اُس کی

عام ہے فکر و نظر کی روشنی سب کے لیے
رہنما ہیں آیتیں قرآن کی سب کے لیے
وہ کہ رحمان و رحیم و بے نیاز و بے کراں
خاص کر بھیجا نبیؐ آخری سب کے لیے
اُس کا سورج اُس کے تارے سرحدوں سے ماورا
صبح بھی سب کیلیے ہے شام بھی سب کے لیے
ذہن و دل، ماحول کھِل اُٹھتا ہے شغلِ ذکر سے
نام اُس کا ہے قرارِ واقعی سب کے لیے

منظروں میں ہے وہ "رازِ آشکارا" کی طرح
سوچیے تو دعوتِ نظارگی سب کے لیے
شفقتوں کا نور ہے ہر زاویہ سے موج زن
ہاں وہی، ہے جس کا فیضِ دائمی سب کے لیے

رنگوں کا ادراک وہی دینے والا
خوشبو کا احساس اُسی کی بخشش ہے
بھیگی راتیں آنکھوں تک آپہونچی ہیں
میرا یہ اعزاز الٰہی میری بخشش ہے

از مکاں تا لا مکاں تخلیقِ ربِ ذوالجلال
اس سے بڑھ کر اور کیا توحید کی روشن مثال
قُل ھواللہُ احد عنوانِ آئینِ حیات
اور اللہُ الصمد سرچشمۂ وصف و کمال

عاجزی کو باریابی کا شرف حاصل ہوا
اُس کی رحمت بن گئی تعبیرِ اشکِ انفعال

شُکر کی دُنیا میں ہے رقصاں نشاطِ دائمی
شُکر ہی میں ہے نہاں ہر زخمِ دل کا اندمال

شُکر رب کا ہم ادا کرتے رہیں شام و سحر
مہر و مہ بن کر منوّر ہوں گے اپنے ماہ و سال

ہمیشہ تیری توجہ شریکِ حال رہی
کبھی لگا ہی نہیں میرا ہاتھ خالی ہے

○

وہ اونچے اونچے مناروں والا
وہ لا زوال اختیاروں والا

جو بات ہے آبشاروں والی
جو رنگ ہے استعاروں والا

ہزار گرداب میں ہو کشتی
خیال اُس کا کناروں والا

کتابوں والی ہر ایک آیت
صحیفہ وہ تیس پاروں والا

جو اب اُس کا نہ ہے، نہ ہوگا
کلام سارا اشاروں والا

ہماری بے چارگی کا قصّہ
بھلا گیا وہ سہاروں والا

اَحد وہی ہے، صمد وہی ہے
وہ چاند سورج ستاروں والا

اب اُس کی مرضی ہے، جب مِٹا دے
یہ کھیل سارا نظاروں والا

رباؔب توفیقِ ایزدی سے
قلم ملا بے قراروں والا

○

بہت خجل ہے کہے کیا خود آگہی میری
ترے حضور ہے چُپ بے بضاعتی میری

میں اپنے جہل سے بے سمت ہو کے رہ جاتا
تری نگاہ نہ کرتی جو رہبری میری

خدایا تو نے نوازا طرح طرح مجھ کو
وگرنہ کیا تھی ادائے قلندری میری

خیال و فکر کا اعجاز مجھ پہ کھول گئی
بڑے ہی کام کی نکلی یہ عاجزی میری

عطائے خاص یقینِ شہود ہے یا رب
گماں کے سحر سے بچ آئی زندگی میری

ترے ہی ذکر کا پرتو ہے صبح چہرے کی
جو شام آئے، ترا نام روشنی میری

○

شوق کی دنیا، فکر کا محور
روح کی مستی، ذکر کی خوشبو
رازِ طلسمِ لفظ و معانی
حرفِ حقیقت، سرِّ وحدت
شب کا جمال اور روزِ روشن
نور بکھیرے، ذہن بسائے
سب کو بلائے اپنی جانب
شفقتوں والا، رحمتوں والا
شرحِ صدر عطا جب کردے

یہ عالم یا وہ عالم ہو
آئینوں پر آنکھ نہ ٹھہرے
ہر منظر سے کیف کی بارش
جس سے سب تن من دُھل جائے
فطرت جیسے نغمہ زن ہو
رقصاں چاند ستارے سارے
عظمتیں چھیڑیں ایسا ترانہ
عجز سے رکھ دیں اپنی جبینیں
رفعتیں کون و مکاں کی ہیں جتنی
اُس کے اسم اعظم پر
اپنا بھی سر سجدے میں ہے
بھیگی ہیں آنکھیں اور زباں سے
شکر کی کرنیں پھوٹ رہی ہیں

اے غفورُ رّحیم، اے غفورُ رّحیم
سب کا ملجا ہے تو سب کا ماویٰ ہے تو
سب بھکاری ترے
تیرے در کے فقیر
آسرا سب تجھی سے لگائے ہوئے
ناو طوفاں سے ساحل کی جانب کرے
ناخدا بھی تری سمت ہی دیکھتا
صدقِ دل سے جو توبہ کرے
تو اسے بخش دے
خالی دامن بھرے
چہرے مُرجھائے سے
آنکھیں بجھتی ہوئیں
تیرے لطف و کرم کی ضیاپاشیاں
کھِل اٹھے زندگی
آرزو جاگ اُٹھے
پھر چراغوں کی لَو خود بخود تیز ہو
اے غفورُ رّحیم، اے غفورُ رّحیم

شامِ اوّل بھی تھی
شامِ آخر بھی ہے
شام سے شام تک
زندگی اپنی پوری توانائی سے
گنگناتی ہوئی، مسکراتی ہوئی
ایک بے نام منزل کی جانب رواں
اُس کی رعنائیاں، کیف آگیں فضا
پھر تگ و دو، مسلسل عمل
جہدِ پیہم
کرے رہبری اور سہارا بھی دے
اس طرح
تیری عظمت کو پا جائیں ہم
ایسی خلّاقیت، ایسی وحدانیت
شرک کا جس میں کوئی گذر ہی نہیں
ہر جگہ تُو ہی تُو، ہر طرف تُو ہی تُو
ہم تو بس عکسِ لرزاں ہیں
آئینے میں

○

ترے خیال میں وسعت ہے کس قدر یا رب!
ازل سے ذکر ہی تیرا ہے خوب تر یا رب!

بکھرنے والوں میں میرا بھی نام آجاتا
اگر نہ رکھتا کہیں تُو مری خبر یا رب!

توجہ اور مری سمت اے مرے مولا
ڈھلان کی ہے طرف اب مرا سفر یا رب!

ترا مزاجِ رحیمی ہے میری آس کا نور
وہی ہے میری سیہ رات کی سحر یارب!

بس ایک تیرا یقیں ہے وگر نہ میرے پاس
بنامِ زادِ سفر ہے فقط صفر یارب!

بیاں کریں تو زمانے گزرتے جائیں گے
تری نوازشیں ہم پر ہیں اس قدر یارب!

ابھی ستاروں کی بابت ہی کم ہیں معلومات
تری کوئی بھی نہیں بات مختصر یارب!

○

تُو ہے اور ترے سوا کچھ بھی نہیں ہے یارب
اسی احساس سے روشن یہ جبیں ہے یارب

اک دُھندلکا ہے گماں کا جو ہے پھیلا ہر سُو
صبحِ صادق ہے جہاں، تُو بھی وہیں ہے یارب

کون ہے جو مجھے ظلمت سے بچالاتا ہے
میرے ماتھے کا یہ بل تیرا یقیں ہے یارب

یہ جہاں کارگہِ شیشہ گراں اور یہاں
ساری تعمیر ترے زیرِ نگیں ہے یارب

تیرا اعجازِ کمالات ہے پیہم رقصاں
آسماں ہے نہ یہاں کوئی زمیں ہے یارب

خوش مذاقی کی ضرورت ہے تجسّس کے لئے
ویسے تو سب کی رگِ جاں کے قریں ہے یارب

ظلمت سے واسطہ ہے، یاں کون ہے ہمارا، پروردگار عالم پروردگارِ عالم
اک تیرا ہی یقیں ہے، اک تیرا ہی سہارا، پروردگار عالم پروردگارِ عالم

طوفان شب سمندر کالی گھٹا سروں پر، اور تیز ہیں ہوائیں تیرے کرم سے پائیں
سب لوگ صبح روشن، سب کشتیاں کنارا، پروردگار عالم پروردگارِ عالم

رعنائیاں ہیں تجھ سے، زیبائیاں ہیں تجھ سے، یہ نکہتیں بھی تیری یہ تازگی بھی تیری
ہر سمت تیرا پرتو، ہر سو ترا نظارا، پروردگارِ عالم پروردگارِ عالم

ذوقِ نظر سنوارے، احساس کو نکھارے، منظر عجب ابھارے اور رنگ بھر دے سارے
چمکے ہے جو ستارا وہ تیرا ہی اشارا، پروردگار عالم پروردگارِ عالم

اب ایسی شفقتوں پر کس کی نہ جان جائے، کس کا نہ دل ہو قرباں، ابرِ کرم کی صورت
ختمِ رسلؐ کو بھیجا، قرآن کو اُتارا، پروردگار عالم پروردگارِ عالم

چھوٹا بڑا نہ کوئی، تیری نظر میں یکساں، سب پر تری توجہ، سب پر تری نوازش
تیرے سوا کسی کا کوئی نہیں سہارا، پروردگار عالم پروردگارِ عالم

یہ بقائے دوام تیرے نام اے خدا ذوالجلالِ والاکرام
تُو ہی ہے مقصدِ سجود و قیام اے خدا ذوالجلالِ والاکرام

رات کو دن میں ڈھال دیتا ہے، صبح کو شام میں کرے تبدیل
تیری مرضی ہے گردشِ ایام اے خدا ذوالجلالِ والاکرام

تیرے اوصاف کے جہانوں میں لاشریک لہٗ کی خوشبو ہے
تُو احد ہے یہی ترا پیغام اے خدا ذواالجلالِ والاکرام

تُو جسے چاہے کامیاب کرے اور ذرّے سے آفتاب کرے
تُو بڑا ہے بڑے ہیں تیرے کام اے خدا ذواالجلال والاکرام

تیری تخلیق کا ہُنر ہم سے استعاروں میں بات کرتا ہے
ماورائے خیال تیرا مقام اے خدا ذواالجلالِ والاکرام

تُو نے تقوے کو امتیاز دیا، اہلِ تقویٰ کو سرفراز کیا
اُن کا آغاز کتنا خوش انجام اے خدا ذواالجلالِ والاکرام

○

رازقِ مطلق، داورِ محشر، عظمتوں والا ہے اللہ
سوچ کے اپنی آنکھیں ہیں تر، رحمتوں والا ہے اللہ

طوفاں کے رُخ موڑنے والا، ٹوٹے دلوں کو جوڑنے والا
دونوں جہاں کا ایک ہی محور، رفعتوں والا ہے اللہ

حسنِ صفات و شانِ وحدت، آئینہ ہے یکتائی کا
اپنی ذات کا خود وہ مظہر، قدرتوں والا ہے اللہ

کتنا بڑا اعزاز ملا ہے، اُمتِ وسط میں ہم شامل ہیں
مانگیں اُسی سے ہاتھ اٹھا کر، نعمتوں والا ہے اللہ

اُس کی عطا کے سارے موتی، سارے جواہر سچے ہیں
عجز پسند و اکبر و بر تر، سطوتوں والا ہے اللہ

اپنے تصور سے بھی زیادہ اشکِ ندامت کی قیمت ہے
توبہ کریں ہم سر کو جھکا کر، شفقتوں والا ہے اللہ

قُل ھواللہ احد قول ہے کیا بے نظیر
سرورِ کونینؐ ہیں صاحبِ خیرِ کثیر
اور بنایا انھیں تو نے بشیر و نذیر
پھر یہ ترا فضل ہے میں اُسی در کا فقیر

اے مرے ربِ جلیل اے مرے ربِ جلیل

تو کہ رحیم و کریم صاحبِ عرشِ عظیم
خالقِ جن و بشر، مالکِ خلدِ نعیم
کتنی ہے جود و سخا، کتنا ہے لطفِ عمیم
جب چلے بادِ نسیم تیری ہی لائے شمیم

اے مرے ربِ جلیل اے مرے ربِ جلیل

سلسلۂ لامکاں علم سے باہر مرے
وسعتِ ہفت آسماں علم سے باہر مرے
زندگیِ بے کراں علم سے باہر مرے
روح کی پہنائیاں علم سے باہر مرے

اے مرے ربِ جلیل اے مرے ربِ جلیل

عجز سے سرشار ہے میرا ذوقِ بندگی
تیرا کرم ہی تو ہے شاملِ خود آگہی
فکر و نظر کی اساس بس کہ تری روشنی
رہبری ہر دم کرے، راہ دکھائے وہی

اے مرے ربِ جلیل اے مرے ربِ جلیل

میری یہی ہے دُعا میری یہی التجا
تُو ہے غفورُ رّحیم بخش دے ہر اک خطا
سب سے بڑا مسئلہ آدمیت کی بقا
کچھ بھی یہ مشکل نہیں تو اگر چاہے ذرا

اے مرے ربِ جلیل اے مرے ربِ جلیل

انسان کو آگہی کی دولت بخشی
اظہارِ خیالات کی نعمت بخشی
کونین کا خلاّق ہے رحمٰن و رحیم
سب کچھ بخشا، جب آدمیت بخشی

طوفاں بھی کنارے کا پتا لاتا ہے
سیلابِ بلا آکے چلاجاتا ہے
ایسی باتوں پہ غور کرتے کرتے
اللہ کا اختیار یاد آتا ہے

معلوم ہے قطرت کا اشارا کیا ہے
یہ نظم و عمل سارے کا سارا کیا ہے
اکثر کہتی ہے بے ثباتی اپنی
اللہ کا سب کچھ ہے ہمارا کیا ہے

ظلمت کدۂ دہر کی اس وادی میں
کج فہمی و بے سمتی و گمراہی میں
ذہنوں میں درخشندہ ترے نام کا نور
لہریں ہیں روشنی کی تاریکی میں

وہ میرے عیوب کو چھپانے والا
ہر بزم میں سرخرو بناتے والا
اُس جیسا رفیق اور نہ اُس جیسا شفیق
چھوٹوں کے بڑے ناز اُٹھانے والا

ہر بار جو یہ لغزشِ پا ہوتی ہے
احساس کے بعد بھی خطا ہوتی ہے
توفیق پہ منحصر ندامت ہے رباب
اللہ عطا کرے عطا ہوتی ہے

الله کی جو حمد و ثنا کرتے ہیں
ہر حال میں شادماں رہا کرتے ہیں
دل کو ان کے طمانیت ملتی ہے
لفظوں سے معطر وہ فضا کرتے ہیں

اسرارِ مشیت کوئی کب جانتا ہے
مخفی ہے جو اوروں سے وہ سب جانتا ہے
ہر وقت کُھلا ہوا ہے بابِ رحمت
دانا ہے جو آدابِ طلب جانتا ہے

کیا فائدہ مفروضہ خیالات سے ہے
حاصل کیا منطقی سوالات سے ہے
الفاظ میں ہم روح کہاں ڈالتے ہیں
یہ وصف و کمال اپنا، تری ذات سے ہے

تاثیر دعا کی ہمنشیں ہوتی ہے
کب اُس کو حاجت یقیں ہوتی ہے
با دیدۂ تر ہاتھ اُٹھائیں تو سہی
رحمت کی فضا تو شبنمیں ہوتی ہے

چشمے کرم و فضل کے جاری بھی کرے
سوکھی فصلوں کی آبیاری بھی کرے
غم بخشے کسی لمحے مشیت کے تحت
پھر دوسرے لمحے غمگساری بھی کرے

وہ ڈوبتے عالم میں اُبھرنے والا
ہر شام کو روز صبح کرنے والا
کیا شانِ جمال ہے کہ بجھتے دل سے
احساسِ طرب بن کے گذرنے والا

یہی ہوتا، یہی اچھا تھا، باتیں کام کی کرتے
کبھی ذکرِ جلی کرتے، کبھی ذکرِ خفی کرتے

ہمیں کرنا تھا بس وردِ زباں نام آپ کا مولا
اُسی سے جادۂ فکر و نظر میں روشنی کرتے

مقدّر میں نہ تھا تسلیم کی وادی میں کھو جانا
مِلا کیا؟ کار گاہِ دہر میں شیشہ گری کرتے

ہمیں رہنا تھا جیسا دھیان میں اُس کے نہ رہ پائے
سیاحت زندگی بھر اس طرح آفاق کی کرتے

نہ آئینوں کی حیرت اور نہ پھولوں کی زباں سمجھے
بھلا پھر کیا ترا اے شیوۂ آشفتگی کرتے

کرم اس سے بڑا کیا ہے کہ توفیقِ نظر بخشی
وگرنہ اختتامِ شام تک ہم شاعری کرتے

شکستہ دل، جبینِ مضطرب اب لائے ہیں یارب
یہی کرنا تھا ہم کو، کاش پہلے ہم یہی کرتے

○

رنگ کے دائرے ، انوار سحر سب تیرے
سلسلے جتنے ہیں تا حدِّ نظر، سب تیرے

تیرے پرتو سے درخشندہ مرے لفظ و بیاں
اور افکار کے یہ لعل و گہر سب تیرے

راہ میں کون بجز ذوقِ تجسّس میرا
رہبرِ سمت، نشاناتِ سفر سب تیرے

نخل کو کون ہوا، دھوپ، نمی بخشتا ہے
وہ شجر ہوں کہ گل و برگ و ثمر، سب تیرے

وقت کے قافلے میں لمحوں کا آنا جانا
ایسے جتنے ہیں کمالات ہنر، سب تیرے

یہ سلاطینِ زمانہ یہ عوام اور خواص
مالک کون و مکاں! دست نگر سب تیرے

تیری فیاضیاں اسباب سے آگے آگے
دشت در دشت یہ دیوار یہ در سب تیرے

جو ہوا اور جو ہوگا وہ مشیت تیری
اک یقیں ساتھ لیے ہے تری عظمت کا جمال
کیا کہیں کیف میں کیوں ڈوب گئی ہیں آنکھیں
بن گئے حرفِ دُعا ہی تری رحمت کا جمال

پڑھ رہا ہوں میں سورہ ٔالحمد
سبز منظر نظر کے سامنے ہیں
اور عروج و زوال قوموں کے
سب مری چشمِ تر کے سامنے ہیں

حمد کرتے رہیں، حمد کرتے رہیں

حمد اُس ذات کی

جس کے ہر اسم میں اسمِ اعظم نہاں

اُس کے اوصاف کی کوئی حد ہی نہیں

وہ اگر کُن کہے

پل میں تعمیر و تشکیل کون و مکاں

اُس کی قدرت بڑی

اُس کی عظمت بڑی

ہر بڑائی نبی ہے اُسی کے لئے

ہم ہیں چھوٹے بہت

انکساری ہے اور پاس کچھ بھی نہیں

اور علمِ قلیل اپنا کیا؟

بس یہی

جو دکھائے اسے دیکھتے ہم رہیں

جو بتائے اُسی پر عمل ہم کریں

انبیا کے حوالے سے پیغام وہ

دہر میں اپنے بندوں کو دیتا رہا

بس اُسی کو بقا، بس اُسی کو دوام

ہم فقط رنگ و بُو کی طرح

دھوپ کے تیز ہوتے ہی اُڑ جائیں گے

وقت کم ہے بہت اپنے پاس، اور ہم

حمد کرتے رہیں، حمد کرتے رہیں

○

ہم فطرت کی فیاّضی میں

کن لفظوں سے رنگ بھریں

خوابوں میں رکھ کر ذوقِ تجسّس

دل کو ایک خلش بھی دے دی

خون کی گردش تیز ہو جس سے

بوند بوند سے ساگر ڈھالا

لہروں کی زنجیر بنائی

اور انھیں ساحل سے بچا کر

طوفانوں میں چھوڑ دیا

بہتے رہنا، چلتے رہنا

لہروں کی تقدیر بنی

عمرِ رواں جس کو کہتے ہیں

اس کا بھی ہے حال یہی

اے مرے مولا، اے مرے آقا

تیرا بھی کیا نظمِ جہاں ہے

سوچو جب بھی، سوچتے جاؤ

ایک تفکّر دھیرے دھیرے

ذہن و نظر پر چھا جاتا ہے

کیف و نشاط کے اس عالم میں

حرفِ سخن اک میرے لبوں پر

جذبے کی خوشبو میں بس کر

روح کو کیا کیا مہکاتا ہے

سبحان اللہ ! سبحان اللہ

سناٹا چھاتا جاتا ہے
رات سیہ ہوتی جاتی ہے
لفظوں سے بھی معنی کے
فاصلے بڑھتے جاتے ہیں
ذہن پریشاں فکر بھی الجھی
نیند بہت دور آنکھوں سے
حرفِ سخن بھی دھندلایا سا
بات کریں تو کس سے کریں
عکس ہی اپنا اک ہمدم تھا
تاریکی میں وہ بھی کہاں
صبح کے ہونے سے پہلے ہی
یاس وناامیدی کی ناگن
لگتا ہے اب ڈس ہی لے گی
لیکن یہ کیا؟
ایک کرن چاندی سی دل میں
آرزو بن کر پھوٹ پڑی

کیسا اندھیرا کیسے دھند لکے

گُم جیسے ابہام میں اپنے

لفظوں نے بھی معنی پائے

فکر بھی واضح ہونے لگی اب

دھند بھی جیسے تھی ہی نہیں

رات وہی ہے، لیکن اب

روشن ہے ہر ایک چراغ

آخر یہ اعجاز ہے کس کا

نادانی سے ہم نہ سمجھے

وہ تو ہر دم پاس تھا اپنے

ہم نے اُس کی سمت نہ دیکھا

اور اسے آواز نہ دی

اُس کے رحم و کرم کے صدقے

خود سے شفقت فرمائی

ہم کو بے سمتی سے بچا کر

راہ یقیں کی دکھلائی

نام اُسی کا ہے اللہ

○

شوق کی دنیا، میری تمنا
دل کا اُجالا ایک سہارا
کوئی نہ دیکھا کوئی نہ پایا
ایک یقیں کی لو روشن ہے
طوفاں، رات، سمندر، ناؤ
سارے نظارے سارے اشارے
تیری ہی جانب رخشندہ ہیں
جینے کے یہ امکانات
نُور سحر سے رنگِ شفق تک
ہم نے یہ محسوس کیا
تیرے ہونے کے تو دلائل اتنے ہیں
عمریں بیتیں صدیاں گذریں
لیکن بات سمٹ نہ پائے
عظمت تیری بڑھتی جائے

○

ٹھوکریں، تجربے

تجربے، ٹھوکریں

زندگی اس طرح آگے بڑھتی رہی

یہ نہ سوچا کبھی یہ نہ جانا کبھی

زندگی اور اس کی ضرورت ہے کیا

کس لئے اس جہاں کو بنایا گیا

آسماں کو سجایا گیا

یہ شجر یہ حجر، جھرنے، کہسار سرسبز و شاداب منظر حسیں وادیاں

نغمگی اپنے ہی کیف کے رنگ میں

خود کو ہر سو بکھیرے ہوئے

کیسی موجیں رواں، کیسے دشت و چمن

اور جذبوں کی سر شاریاں

دائرے دائرے ایک تحریکِ تعمیر و حُسنِ عمل

پھر سبھی کو فنا

پھر سبھی کو ٹھہرنا کہیں نہ کہیں

کیوں ہمیں اس زمیں پر اُتارا گیا

مصلحت یا مشیت

کوئی نام دیں سچ مگر ہے یہی

اُس نے سب کچھ بنایا ہمارے لیے

اور ہمیں

ذہن کی وسعتیں دے کے رکھا ہے اپنے لیے

تاکہ ہم اپنے خالق کی ان نعمتوں پر ادا

روز و شب سجدۂ شکر کرتے رہیں

اور الحمد پڑھتے رہیں

یہ جمالِ آگہی یہ شعورِ بندگی
یہ متاعِ زندگی دین ہے ساری تری
اے مرے پروردگار!
اے مرے پروردگار!

یہ زمین و آسماں چاند سورج کہکشاں
تیرے ہی سب ترجماں تیری ہی سب روشنی
اے مرے پروردگار!
اے مرے پروردگار!

منظروں کا سلسلا ہر طرف پھیلا ہوا
کوہ و دریا جابجا ہیں نشاں تیرے سبھی
اے مرے پروردگار!
اے مرے پروردگار!

نعمتیں بھی بے حساب بخششیں بھی بے حساب
رحمتیں بھی بے حساب واہ کیا جلوہ گری
اے مرے پروردگار!
اے مرے پروردگار!

فکر کی رعنائیاں شوق کی پہنائیاں
روح کی گہرائیاں حمد ہو کس سے تری

اے مرے پروردگار!
اے مرے پروردگار!

اپنے بندوں پر سدا بارشِ لطف و عطا
اُن کی فطرت ہی خطا تیری صفت ستّار کی

اے مرے پروردگار!
اے مرے پروردگار!

تُو رگِ جاں کے قریں تُو ہی تُو اور کچھ نہیں
شکر سے خم ہے جبیں اور زباں پر ہے یہی

اے مرے پروردگار!
اے مرے پروردگار!

خالی دامن سبھی کے بھرتا ہے
وہ دکھائی مگر نہیں دیتا

بابِ نعت

توفیقِ ذکرِ سید والاً تبار دے
یارب! مرا مذاقِ طبیعت سنوار دے

پڑھتا رہوں حضور پہ دن رات میں درود
کچھ اختیار دے تو یہی اختیار دے

آنکھوں میں بس جمالِ مدینہ بسا رہے
دل کو خیالِ سرورؐ دیں کا وقار دے

سرکارؐ کے نقوش قدم ہوں چراغِ راہ
میرا سفر وہ ہو جو مجھے اعتبار دے

احساس ہو کہ دیکھ رہے ہیں مجھے حضورؐ
اس طرح پُل صراط سے مجھ کو گذار دے

○

فکر و نظر میں کیفیتِ احترام ہے
توفیقِ نعت گوئی سعادت کا کام ہے

کچھ کم نہیں ہے یہ کرمِ رب ذوالجلال
ہر وقت میرے لب پہ درود و سلام ہے

رحمت سے حق کی صاحبِ خیرِ کثیر ہیں
سرکارؐ کا عجب تزک و احتشام ہے

قرآن کا ہے آئنہ سیرت حضورؐ کی
فضلِ خدا سے دونوں کو حاصل دوام ہے

شاہوں سے کم نہیں ہیں غلامانِ مصطفیؐ
کیسا نصیبِ اُمتِ خیر الانامؐ ہے

قبضے میں ان کے کوثر و تسنیم دے دیے
سب کا ہی حسب مرتبہ واں انتظام ہے

مولا بلائیں گے تو چلے جائیں گے رباب
دل میں تو اُس سفر کا بڑا اہتمام ہے

○

دل کو تسکین کڑی دھوپ میں اس بات سے ہے
ذہن طیبہ میں ہے اور گردشِ حالات سے ہے

آپ کی راہ پہ چلنا ہی نشاطِ دل و جاں
مضمحل روح تو موہوم خیالات سے ہے

جس شبِ ماہ ہوا ان کا ورودِ مسعود
کوئی بھی صبح ہو منسوب اسی رات سے ہے

میرے آقا مرے مولا، مرے سرکار ہیں وہ
فکر میں تازگی سرکار ہی کی ذات سے ہے

جن چٹانوں سے ہوئے پائے مبارک زخمی
نور لپٹا ہوا ان سارے نشانات سے ہے

زندگی کی متعین ہے فقط ایک ہی راہ
دائمی روشنی واں آپ کی ہربات سے ہے

سرنگوں سارے جوابات ہیں آقاؐ کے حضور
مضطرب کیوں یہ جہاں اپنے سوالات سے ہے

شاہ جود و سخا مرے سرکارؐ
مرحبا مرحبا مرے سرکارؐ

بس کرم ہی کرم مرے آقاؐ
بس عطا ہی عطا مرے سرکارؐ

کون انسانیت کی شرحِ جمال
کون بعدِ خدا؟ مرے سرکارؐ

درد مندانِ زندگی کی دوا
تذکرہ آپ کا مرے سرکارؐ

میں جو ہوں کجکلاہ کس کے سبب
اے کہ صلِّ علا مرے سرکارؐ

اک زمانہ گدائے کوئے حبیبؐ
اک جہاں کی صدا مرے سرکارؐ

روشنی دے رہے ہیں عالم کو
آپ کے نقشِ پا مرے سرکارؐ

اس کڑی دھوپ میں گھنا سایا
آپ کا آسرا مرے سرکارؐ

حضور سے پہلے ظلمتوں میں گھری ہوئی تھی یہ ساری دُنیا
محبتوں کے اُجالے لے کر وہ آئے ، آکر سنواری دُنیا

سفر کی تکمیل ہو گئی ہے کہاں کو جانا کہاں سے آنا
جمالِ سیرت ہماری آنکھیں ، خیالِ انور ہماری دُنیا

تمام تر عظمتوں کے مظہر، تمام تر رحمتوں کے پیکر
وہی تو بعدِ خدا ہیں برتر، انھیں سے اتنی ہے پیاری دُنیا

صداقتوں کے امین بن کر سماعتوں کو یقین بخشا
نبی اکرمؐ پہ جان صدقے عجب طرح سے نکھاری دُنیا

یہ دیکھ کر زخم کھانے والے کو یاد حرفِ دُعا ہی آئے
ہمارے سرور، ہمارے آقا، ہمارے مولا پکاری دُنیا

ستم کے حربے اُدھر سے ہوتے،اِدھر سے حسنِ سلوک ہوتا
تبسمِ زیرِ لب سے آخر نہ لڑ سکی جب تو ہاری دُنیا

خدا کے دلبر، شفیعِ محشر، سبھی کے محسن، سبھی کے رہبر
رباب پر چشمِ لطفِ آقا، دنوں سے دل پر ہے بھاری دُنیا

○

ہے یٰسین و طٰہٰ جو نامِ محمدؐ
خدا جانتا ہے مقامِ محمدؐ

اُنھیں کا ہے مستقبل و حال و ماضی
یہ ہے رفعت و احتشامِ محمدؐ

زمانے کو تعبیرِ عشرت ملے گی
جب آئے گا زیرِ نظامِ محمدؐ

فقط قاب قوسین ہے اک اشارا
بلند اس سے بھی ہے مقامِ محمدؐ

کتابِ حیاتِ دو عالم کو حق نے
معنون کیا ہے بنامِ محمدؐ

عمل سے منور، عبادت ہے روشن
نگاہوں میں ہیں صبح و شامِ محمدؐ

رباؔب اب یہ عالم ہے بے تابیوں کا
کہ ہر لحظہ لب پر ہے نامِ محمدؐ

○

وہ نازشِ حیات وہی فخر کائنات
ہر وقت اُن کا ذکر ہو ہر دم انھیں کی بات

جس کی طرف بھی اُٹھ گئی سرشار کر گئی
اک موجِ کیف و نور ہے وہ چشمِ التفات

جب سے پناہِ سید عالمؐ اسے ملی
جاوید ہو کے عمر ابد پاگئی حیات

بے شک وہ آئنہ ہیں مگر ایسا آئنہ
جس پر ادب سے پڑتا ہے عکسِ تجلّیات

انسانیت کے محسنِ اعظم مرے حضورؐ
جن کی مثال ہی نہیں تاحدِّ ممکنات

کیا ذوقِ جستجو ہو کہ جب جانتے ہیں ہم
ملتی ہے اُن کے در سے حدِ منزلِ نجات

رہبر ہر ایک دور کی ہے سیرتِ حضورؐ
جب ڈھونڈیے ملے گی مسائل کے حل کی بات

وہ دھوپ ہے کہ سایے بھی جلنے لگے ہیں اب
تپتا ہے ریگزار، برستے ہیں حادثات

بے حرمتیِ مسجد اقصیٰ ہے اور کہیں
ملّت کے واسطے ہیں بہر گام مشکلات

یہ شیطنت یہ کوششِ ناپاک، کیا کہیں
رہ رہ کے یاد آتے ہیں فاروقِؓ باصفات

وہ حوصلہ وہ جذبۂ ایثار اب کہاں
اک خواب ہو کے رہ گئے ماضی کے واقعات

دونوں جہاں میں وجہ سکوں اے مرے حضورؐ
بس آپ ہی کی ذات ہے بس آپ ہی کی ذات

اک صبحِ صد نشاط کا سامان کیجیے
ذہنوں پہ بار ہونے لگی ہے طویل رات

○

زباں پہ جب آئے نام سرورؐ درود پڑھنا سلام پڑھنا
بھلا ہے کیا کام اِس سے بڑھ کر درود پڑھنا سلام پڑھنا

لطافتوں کی فضا میں اپنی بڑے مزے سے گزر رہی ہے
ہمیں بحکمِ خدائے برتر درود پڑھنا سلام پڑھنا

وہ سدرۃ المنتہیٰ پہ جاکر پلٹ کے لمحے میں آنے والے
انھیں کا ہر وقت نام لے کر درود پڑھنا سلام پڑھنا

وہ سوچ ہی سوچ کی حدوں میں فضائے طیبہ میں خود کو پانا
پھر ایسی ہی کیفیت میں اکثر دُرود پڑھنا سلام پڑھنا

نہیں کوئی نذر اس سے بڑھ کر ہر اک عبادت سے ہے یہ بہتر
یہی ہے عشقِ شفیعِ محشرؐ درود پڑھنا سلام پڑھنا

ربابؔ جب غم سے ہو پریشاں نہ پاؤ راحت کا کوئی ساماں
تو بہر تسکینِ قلبِ مضطر دُرود پڑھنا سلام پڑھنا

دے رہے ہیں زمانے کو کیا کیا ضیا خاتم الانبیاؐ کے نقوشِ قدم
مرحبا مرحبا مرحبا مرحبا خاتم الانبیاؐ کے نقوشِ قدم

شوق کا سلسلہ ذوق کا مدّعا خاتم الانبیاؐ کے نقوشِ قدم
بس کہ ہے میری معراجِ فکرِ رسا خاتم الانبیاؐ کے نقوشِ قدم

راستہ بھول کر ہم بھٹکتے ہیں کیوں دیکھتے کیوں نہیں تا حدِ آگہی
مہر و مہ کہ طرح ہر طرف رہنما خاتم الانبیاؐ کے نقوشِ قدم

چھو کے پیشانیاں جن کو اونچی رہیں ہونٹ جن سے لگیں آرزو کھِل اٹھے
ایسے معجز اثر ایسے رشکِ صبا خاتم الانبیاؐ کے نقوشِ قدم

ماضی و حال کی ساعتوں میں چمک جو بھی ہے وہ انھیں کے اجالوں سے ہے
آنے والے زمانے کا بھی آسرا خاتم الانبیاؐ کے نقوشِ قدم

جب بھی انسانیت پر زوال آئے گا جب بھی کردار بے معنی ہو جائے گا
کھول دیں گے جہاں اپنے افکار کا خاتم الانبیاؐ کے نقوشِ قدم

دل میں آباد ہیں روح میں ہیں بسے کیا کہیں جو ہیں انوار کی بارشیں
کیسے شفقت اثر، کیسے رحمت فضا خاتم الانبیاؐ کے نقوشِ قدم

اُن کا ذکر آئے چشمِ تر کے ساتھ
لُطف ہے ایسے ہمسفر کے ساتھ

ذوقِ صادق کی رہبری ہے بہت
کس لیے ہم چلیں خضرؑ کے ساتھ

پھر مدینہ قریب ہی جانیں
جذبِ دل چاہیے اثر کے ساتھ

نامِ نامی پہ اُن کے، آنکھ کُھلے
رابطہ ہو اسی سحر کے ساتھ

بس کہ وردِ زباں دُرود رہے
وہ تو ہر وقت ہیں نظر کے ساتھ

غمگساری ہے یاں شفاعت واں
خیر ہی خیر ہے خبر کے ساتھ

ہر قدم ہم رکاب رہتی ہیں
رحمتیں اُن کی رہگزر کے ساتھ

اب خبر آپ ہی رکھیں مرے اچھے آقاؐ
ٹوٹتے جاتے ہیں دُنیا کے سہارے آقاؐ

اِس طرح آپ حضوری میں طلب فرمالیں
بھائی شبنم بھی مرے ساتھ ہوں پیارے آقاؐ

کیا کریں اپنی طبیعت کہیں لگتی ہی نہیں
آستاں دیکھ لئے ہم نے سبھی کے آقاؐ

آرزو یہ ہے مدینہ ہی تصور میں رہے
اس سے پہلے کہ بڑھیں اور اندھیرے آقاؐ

بے قراری کا تقاضا ہے درِ پاکِ حضورؐ
ہم کہ ہیں شدتِ احساس کے مارے آقاؐ

عمر بے رہبر و بے سمت ہی گزری اپنی
راستا کون مدینے کا دکھاوے آقاؐ

ہم کو معلوم نہیں قسمت و اسباب کی بات
اک یقیں پھر بھی ہے اے رحمتوں والے آقاؐ

اِس کا رونا ہے کہ ہم دے نہ سکے کوئی دلیل
بس غلامی کے ہی کرتے رہے دعوے آقاؐ

تابِ ایک اُمنگ، ایک ترنگ، ایک لہک
دھندلے پڑنے کو ہیں سب خواب سنہرے آقاؐ

ا۔ شبنم رومانی (مدیرِ اقدار)

ترے قرباں دیارِ مصطفیٰؐ کے دیکھنے والے
مدینے اور مکّے کی فضا کے دیکھنے والے

وہاں انوار کی بارش یہاں محسوس ہوتی ہے
ہمیں بھی دیکھ اُس آب و ہوا کے دیکھنے والے

جبینِ شوق میں بے چینیاں ہم بھی چھپائے ہیں
نقوشِ پائے محبوبِ خدا کے دیکھنے والے

ہماری آرزو بھی اک گُلِ شاداب ہے اب تک
خدا رکھّے تجھے غارِ حرا کے دیکھنے والے

تری رُوداد ہی سے ہم وہاں کا کیف اُٹھالیں گے
صفا، مروہ کے عرفات و منیٰ کے دیکھنے والے

یہ توفیق و سعادت ہر کسی کو تو نہیں ملتی
سبھی ہوتے نہیں بختِ رسا کے دیکھنے والے

مبارک ہو بسانا گنبدِ خضرا کا آنکھوں میں
دُعا کے بعد مقصودِ دُعا کے دیکھنے والے

عبودیت کی حدیں بتانے حضورؐ آئے
خدا سے ہم کو قریب لانے حضورؐ آئے
عمل سے اپنے چراغِ فکر و نظر جلا کر
جہاں سے تاریکیاں مٹانے حضورؐ آئے
چٹان جیسے دلوں کو شبنم صفت بنایا
محبتوں کا سبق سکھانے حضورؐ آئے

سحر کا رنگ پھیکا تھا مرے سرکارؐ سے پہلے
ہر اک آئینہ دُھندلا تھا مرے سرکار سے پہلے
غمِ دل بے مداوا تھا مرے سرکارؐ سے پہلے
کہاں کوئی سہارا تھا مرے سرکارؐ سے پہلے
قیامت کا اندھیرا تھا مرے سرکارؐ سے پہلے

عروجِ خود پرستی تھا مرے سرکارؐ سے پہلے
سخن مائل بہ پستی تھا مرے سرکارؐ سے پہلے
زمانہ غرقِ مستی تھا مرے سرکارؐ سے پہلے
عجب اندازِ ہستی تھا مرے سرکارؐ سے پہلے
کہ دورِ چیرہ دستی تھا مرے سرکارؐ سے پہلے

مکمل رہبری کب تھی مرے سرکارؐ سے پہلے
شریعت آخری کب تھی مرے سرکارؐ سے پہلے
اخوت باہمی کب تھی مرے سرکارؐ سے پہلے
مسرت دائمی کب تھی مرے سرکارؐ سے پہلے
حقیقی زندگی کب تھی مرے سرکارؐ سے پہلے

نہ دردِ آدمیت تھا مرے سرکارؐ سے پہلے
نہ معیارِ شرافت تھا مرے سرکارؐ سے پہلے
نہ کردارِ جماعت تھا مرے سرکارؐ سے پہلے
نہ عرفانِ قیامت تھا مرے سرکارؐ سے پہلے
نہ احساسِ ندامت تھا مرے سرکارؐ سے پہلے

مرے سرکار آئے بجھتی آنکھوں میں چمک آئی
سلاموں کی صدا آئی دُرودوں کی مہک آئی
زمیں پر راہ میں آنکھیں بچھانے کو دھنک آئی
خوشی صہبائے شبنم بن کے پھولوں سے چھلک آئی
دُعاؤں میں اثر آیا، سحر تعبیر تک آئی

ورودِ رحمۃً للعٰلمیں انساں کی محدومی
ورودِ رحمۃً للعٰلمیں باطل کی محرومی
ورودِ رحمۃً للعٰلمیں تسکینِ مظلومی
ورودِ رحمۃً للعٰلمیں فطرت کی منظوری
ورودِ رحمۃً للعٰلمیں ظلمت کی معدومی

حضورؐ آئے نئی صبحوں کا روشن کارواں لے کر
حضورؐ آئے جمالِ روح کی رعنائیاں لے کر
حضورؐ آئے عزائم کی متاعِ جاوداں لے کر
حضورؐ آئے عمل کے راستے میں کہکشاں لے کر
حضورؐ آئے زمیں پر سطوتِ ہفت آسماں لے کر

حضورؐ آئے یتیموں نے سہاروں کی فضا پائی
حضورؐ آئے اندھیروں نے امیدوں کی ضیا پائی
حضورؐ آئے ضعیفوں نے نوید جانفزا پائی
حضورؐ آئے غریبوں نے کرم کی انتہا پائی
حضورؐ آئے تو مایوسوں نے جینے کی ادا پائی

حضورؐ آئے تجسّس کو اشارہ مل گیا آخر
تصور وحدتِ حق کا دوبارا مل گیا آخر
جو سب سے پہلے چمکا تھا، ستارا مل گیا آخر
وہ دورِ اوّلیں کا استعارا مل گیا آخر
نبی آدم کو طوفاں میں کنارا مل گیا آخر

سلام اُن پر کہ جن کے ذکر کو بخشی گئی رفعت
سلام اُن پر کہ جن کا نامِ نامی عرش کی زینت
سلام اُن پر ملک کرتے ہیں جن کی رات دن مدحت
سلام اُن پر خدا کے بعد ہیں جو سب سے باعظمت
سلام اُن پر جو ہیں خُلقِ مجسم پیکرِ رحمت

زمیں تھی اپنی پستی پر پشیماں
مگر جب آگئے شاہِ دو عالمؐ
وہ اونچی آسماں سے ہوگئی ہے

○

مادّیت کے تقاضے روح کو زخمی کریں
اب کوئی ایسا مسیحا بھی نظر آتا نہیں
جس کو کچھ روحانیت میں درک ہو
جانتا ہو مضمراتِ آگہی
گُم ہیں اپنی فکر میں آفاق کی پہنائیاں
اک طرف انوار کی بارش تو ہے
دیکھتے ہیں چل کے ہم
سبز منظر دلنشیں
روح کی تسکین کا ساماں بہم

مادّیت کے تقاضے سر بہ خم

جو علاجِ دائمی

اور واپس اپنے مرکز کی طرف جاتے ہوئے

مسجدِ نبویؐ ہے یہ

جلوہ گاہِ نازشِ انسانیت

اے مداوائے غمِ جاں !

آپ پر لاکھوں سلام

آنے والے ہر زمانے کے نبیؐ

رہبروں کے راہبر

آپ کے اقوال سارے معتبر

جن میں روشن سارے لمحوں کی خبر

آنحضورؐ کی سیرت بے حساب تاروں کی

کہکشاں ہے اک ایسی

اپنی زندگی جتنی پاس ہوتی جائے گی

نُور میں نہائے گی

○

کیا کہیں کیسے کہیں
رحمت مزاجی وہ عطا کی
آپ کو اللہ نے
انتہا جس کی نہیں
چارہ سازی، غمگساری، دلنوازی
بے مثال و بے نظیر
چھو گئے سرکارؐ سے جو
ہو گئے روشن ضمیر
کیسے کیسے ظلم سہہ کر۔ زخم کھا کر
لوگوں کو دیتے رہے پیغامِ حق
اور دُعا کرتے رہے اللہ سے
لفظوں کو اعجاز وہ دے
یہ چٹانیں جس سے پگھلیں
نُور پھر توحید کا
جگمگا دے گوشے گوشے کو جہاں کے
ہر کوئی پہچان لے
مقصدِ تخلیق ہے خالق کی اپنے بندگی

آسماں ستاروں سے کس قدر منور ہے

کہکشاں میں کہتے ہیں کتنے چاند اور سورج

دُور ہیں نگاہوں سے

کُل ملا کے ہم سب کو

لاکھ گننا چاہیں بھی

پھر بھی گن نہیں سکتے

اپنے پیارے آقاؐ کے ہیں اسی قدر اوصاف

ہم کتابیں لکھتے جائیں

سلسلہ یہ ایسا ہے ختم جو نہیں ہو گا

فکر اور نظر کی بھی کچھ حدیں تو ہوتی ہیں

خاتم الرسلؐ جو ہیں

اُن کے بعد اب کوئی دوسرا نہ آئے گا

اُن کا سایۂ دامن

وسعتوں میں اتنا ہے

جس میں حال و مستقبل صرف ایک گوشے میں

اپنے کو سمیٹے ہیں

ایک ہی خیال اب تو ذہن و دل میں آتا ہے

ہم دُرود پڑھتے جائیں، بس دُرود پڑھتے جائیں

اپنی حد یہیں تک ہے

○

معنی آفرینی ہی
لفظ کا ہے وہ جوہر
جتنا غور کرتے جائیں
وقت کے تغیر سے
ہم پہ کُھلتا جاتا ہے
جیسے سرورِ کونینؐ
خاتم الرسلؐ جن کی دو جہاں کے خالق نے
اک صفت بتائی ہے

یعنی اب نہ آئے گا اور کوئی پیغمبر
سلسلہ رسالت کا آپ تک ہی باقی تھا
آپ تک ہی باقی ہے
زندگی کے رستے میں
جتنے بھی ہیں نقشِ پا آنحضور صلعم کے
آنے والی صدیوں کی رہبری کو کافی ہیں
انتظار کے لمحے ختم ہو گئے کب کے
اپنی بد نصیبی یہ ہم سمجھ نہیں پائے
صبح کتنی روشن ہے کاش جان لیتے ہم
شام کی سیاہی تو پل میں ختم ہو جائے
خاتمؐ الرسل کیا ہیں بس یہی سمجھنا ہے
وہ نصیب والے ہیں جن کو یہ ملے توفیق

افکار کی حدوں میں تو ایسا دھواں نہ تھا

ویسے تو کچھ سُلگتا ہوا بھی نظر نہ آئے

ہر چیز اُسی طرح ہے کہ جیسے کبھی کو تھی

پھر کیا بدل گیا؟

کچھ تو ضرور ہے

احساس اس طرح کبھی پہلے ہوا نہیں

ہم تجزبہ کریں

بھولے سے آگئے ہوں کہیں دوسری طرف
ویسے بھی مُشتبہ ہے شناسائی راہ کی
ماحول نُور نُور تھا آخر وہ کیا ہوا؟
شاید ہماری سمتِ سفر ہی بدل گئی
سارا قصور اپنی ہی کوتاہیوں کا ہے
طیبہ میں روشنی ہے مگر ہم ہیں اُس سے دور
افکار میں چمک بھی جو آئے تو کیسے آئے
سمتِ سفر کو بدلیں کہ تاخیر ہو نہ جائے
سنجیدگی سے سوچنے والی یہ بات ہے

زندگی آپ ہیں، مدعا آپؐ ہیں
میرا جو کچھ بھی ہیں آسرا آپؐ ہیں
روشنی دے رہے ہیں نقوشِ قدم
رہنما آپ تھے، رہنما آپؐ ہیں
انبیا میں بڑا مرتبہ آپؐ کا
سچ ہے محبوبِ رب العلا آپؐ ہیں
جو ہدایت کہ آدمؑ سے جاری ہوئی
اُس کا بس آخری سلسلا آپؐ ہیں
بحرِ ہستی میں طوفان آیا کریں
میرے ساتھ اے رسولِ خدا آپؐ ہیں

جن کا قرآں میں ذکر آیا بہت
ان کا اپنے سروں پہ سایا بہت
ہر طرف اب جمال انھیں کا ہے
سب نے مل کر جنھیں ستایا بہت
رنگ وہ دلنواز سیرت کا
جو رگ وپے میں ہے سمایا بہت
زندگی میں تصورِ طیبہ
خیر سے بار بار آیا بہت
زخم کھا کر بھی لب پہ حرفِ دُعا
اُن کا یہ رنگ دل کو بھایا بہت
اپنی اُمت کے واسطے تا عمر
آپؐ نے بارِ غم اٹھایا بہت

جب بھول گئے سیّدِ ابرارؐ کا پیغام
تاریکیِ شب کر گئی افسردہ درو بام

یہ کہیے نگاہوں میں ہے طیبہ کا اُجالا
ورنہ بجھے جاتے ہیں چراغ اب تو سرِ شام

پھر ہاتھ سے چھُٹنے لگا وہ دامنِ اطہر
ہر سمت سے پھر بڑھنے لگی گردشِ ایام

پھر کوہِ گراں راہ میں ہونے لگے حائل
پھر بچھنے لگے دام حوادث کے بہر گام

کب دیکھیے ماحول میں آتا ہے تغیر
کب کیف میں ڈھلتی ہے فضائے سحر و شام

اے صاحبِ الطاف و کرم رحمتوں والے
ہو جائے دلوں میں نہ کہیں ذوقِ طلب خام

بگڑے ہوئے حالات میں بھٹکے ہوئے رہرو
ہو جائیں گے بس چشمِ توجہ سے خوش انجام

○

لوگ دیارِ پاک چلے ہیں ذوقِ سفر کی بات کرو
ارضِ حرم میں نور کا عالم حُسنِ نظر کی بات کرو

اذنِ حضوری آپہنچا ہے سرورِ دیںؐ نے یاد کیا ہے
آہِ رسا کے قرباں جاؤ جذب و اثر کی بات کرو

پُورب، پچھّم، اُترّ، دکّھن گونجا ہے لبیک کا نغمہ
رب کے ذکر سے لمحے مہکے خیر و خبر کی بات کرو

سارا عالم عظمت والا، سارے منظر رحمت والے
دیدۂ تر کی بات کرو یا شام و سحر کی بات کرو

ایک ہی رنگ میں شاہ و گدا ہیں ایک ہی کیف میں سب ڈوبے ہیں
ایسے میں سرکارِ دوعالم فخرِ بشر کی بات کرو

اُن کے در کے سب ہی سلامی اُن سے اُجالے سب پاتے ہیں
جنّ و ملک کی بات کرو یا شمس و قمر کی بات کرو

نامِ نامی اسمِ گرامی صَلَّی اللّٰہُ علیہِ وَسلّم
جس کو اُن سے نسبت ہے اُس دیدۂ تر کی بات کرو

○

شب اسریٰ سوئے عرشِ بریں یہ کون جاتے ہیں
وہی جو شہرِ طائف میں بڑے ہی زخم کھاتے ہیں

مرے سرکارؐ گزرے ہیں کبھی جن رہگزاروں سے
وہاں کی خاک میں خوشبو ہے، ذرّے جگمگاتے ہیں

ہر اک سوغات دنیا کی یہاں بیکار ہے لیکن
درِ آقا پہ بس آنسو ہی آنسو کام آتے ہیں

عجب کیف و سرور و نغمگی ہے نامِ نامی میں
زباں پر جب بھی آئے، غم کے مارے مسکراتے ہیں

کبھی سوچا بھی ہے اُس دامنِ اطہر کی وسعت کو
کہ جس کے سائے میں دونوں جہاں تسکین پاتے ہیں

وہ جن کی تربیت میں سیرتِ سرکارؐ شامل ہے
یہ دیکھا ہے وہی اجڑے دیاروں کو بساتے ہیں

مرے آقا کا فیضانِ نظر ہی کام آتا ہے
وہی اہلِ بصیرت ہیں جو اُن سے لَو لگاتے ہیں

نقوش پائے سرکارِ دوعالمؐ ہی میں منزل ہے
کہیں یہ فلسفے راہِ حقیقت بھی دکھاتے ہیں

خدا کے فضل سے وہ ساعتیں بھی جلد آئیں گی
صبا آکر کہے گی جا تجھے مولا بلاتے ہیں

سفر کا اپنے یونہی اختتام ہو جائے
مدینے جائیں وہیں جا کے شام ہو جائے

وہ پیچ و خم ہے راہوں کا، بجز ان کی ہدایت کے
جہاں میں کچھ کسی کی رہبری سے ہو نہیں سکتا

سلگتی زندگی کو یہ ضرورت ہے بتانے کی
محبت دشمنوں سے بھی حبیبِ کبریا نے کی

سنہری جالیوں کو چُھو کے آجائے صبا اک دن
مرے آقا کوئی تمہید میرے مُسکرانے کی

بلا کی تشنگی میں اب وہ لمحے آنے والے ہیں
نگاہیں جب پڑیں گی آپ پر سارے زمانے کی

نقوشِ پائے اقدس اور روشن ہوتے جاتے ہیں
زمانہ کر رہا ہے جتنی تدبیریں مٹانے کی

کمی اک آنچ کی شاید ابھی ذوقِ طلب میں ہے
وگرنہ کوئی ساعت آگئی ہوتی بلانے کی

خدا کا شکر ہے ان کی غلامی ہی بچائے ہے
ڈبونے کی ہمیں کوشش ہمیشہ ناخدا نے کی

میری دُنیا کی وسعت بس مدینے کی حدوں تک ہے
تصور کو ضرورت بھی نہیں ہے دُور جانے کی

○

کیا خوف تیرگی کا، اُجالا ہے سامنے
آنکھوں کے میری گنبدِ خضرا ہے سامنے

شغلِ درود تربیتِ ذوق کر گیا
جس سمت دیکھتا ہوں، مدینہ ہے سامنے

کرنے لگا ہوں یاد مسلسل حضورؐ کو
اب میری زندگی کا تقاضا ہے سامنے

سمتِ سفر کی بات پہ کیا کشمکش ہمیں
سرکارؐ کا تو نقش کفِ پا ہے سامنے

روشن ہے ذہن ذکرِ نبیؐ کریم سے
تاحدِّ فکر نور کا دریا ہے سامنے

اب آگئے حضورؐ مسیحائی کے لئے
لے اے غمِ حیات مداوا ہے سامنے

معراجِ زندگی کی مکمل کتاب ہے
پڑھ جایئے کہ سیرت آقاؐ ہے سامنے

کاش ہم کو بھی ملے توفیقِ عرفانِ رسولؐ
پھر زباں ہو اور بیانِ عظمت و شانِ رسولؐ

آپ سے روشن ہیں کیا کیا واقعاتِ زندگی
زندگی ہے اصل میں مرہونِ احسانِ رسولؐ

رحمۃ للعالمینی کا تقاضا ہے یہی
ہر کسی کے واسطے ہو عام فیضانِ رسولؐ

یہ سہارا بھی بہت ہے یہ تصور بھی بہت
دیدۂ تر سے نہیں ہے دُور دامانِ رسولؐ

روشنی بڑھتی چلی جائے گی اُن سے حشر تک
روز و شب محفوظ ہیں جتنے بعنوانِ رسولؐ

یہ خیال آتے ہی آنکھیں بھیگ جاتی ہیں ربابؔ
ہم بھی طیبہ دیکھتے یعنی گلستانِ رسولؐ

چارۂ بے چارگاں، تسکین جاں میرے حضورؐ
درد مندوں کی امیدوں کا جہاں، میرے حضورؐ

پرتوِ حسنِ حقیقت، افتخارِ شش جہت
وجہ تخلیق زمین و آسماں میرے حضورؐ

شافعِ روزِ قیامت، رحمۃ للعالمینؐ
باغِ عالم کی بہارِ بے خزاں میرے حضورؐ

پیکرِ جود و کرم، اعلا نسب والا حشمؐ
فخرِ آدمؑ ،نازشِ کون و مکاں میرے حضورؐ

غمگسارِ زندگی، تاریکیوں میں روشنی
اور سراپا اک یقینِ بے گماں میرے حضورؐ

اُس سفر کی کامیابی پر بھلا کیا سوچنا
جس سفر میں ہیں امیر کارواں میرے حضورؐ

وہ مزمل بھی، مدثر بھی ہیں اور یٰس بھی
جس جگہ قرآں میں دیکھو ضو فشاں میرے حضورؐ

دُعا کرنا خدا سے واسطہ سرکارؐ کا دینا
سکھایا ہے اسی نسبت نے ہم کو آسرا دینا

بنائی اُمتِ وسط آپؐ نے زنجیر کی صورت
کہاں آسان تھا ٹوٹی ہوئی کڑیاں ملا دینا

اسی سے یادِ سرکارِؐ دوعالم تازہ رہتی ہے
کہ جو بھی راستے میں آئے وہ پتھر ہٹا دینا

مسیحائی کا یہ اعجازؐ پہلے کس نے دیکھا تھا
چٹانوں سے دلوں کو وصف میں پانی بنا دینا

درود اُن پر ہمیں توحید کے اسرار سمجھائے
ہمارا فرض ہے سرکارؐ پر سب کچھ لٹا دینا

ادب کے مرحلے اس راہ میں کچھ ایسے نازک ہیں
کہ مشکل ہے ثبوتِ عشقِ محبوبِؐ خدا دینا

سوالوں کی وہاں سے کیا صدائے بازگشت آئے
اِدھر سے برملا کہنا اُدھر سے برملا دینا

غلامِ مصطفیٰؐ ہوں منہ دکھانے کے تو قابل رکھ
کسی در پر نہ ضعفِ زندگی مجھ کو جُھکا دینا

دنیا کے ہر غم کا مداوا میرے مولاؐ میرے آقاؐ
سارے دُکھوں کے ایک مسیحا میرے مولاؐ میرے آقاؐ

اپنی امت کی بخشش کو راتوں میں اُٹھ کر رونے والے
کتنے افضل، کتنے اعلا، میرے مولاؐ میرے آقاؐ

خاک نشینی ذوقِ فطرت، شان کریمی حُسن سیرت
خلقِ مجسم، لطف سراپا میرے مولاؐ میرے آقاؐ

اُمّی لقب، سرکارِ دوعالم، کتنے مکرّم کیسے معظّم
معمارِ کعبہ کی تمنا میرے مولاؐ میرے آقاؐ

اُن کے ذکر و فکر کی ضو سے تاباں تاباں اپنا عالم
دھوپ میں ہر دم سایا سایا میرے مولاؐ میرے آقاؐ

اسمِ گرامی اسمِ اعظم، دل کی ٹھنڈک، روح کی شبنم
کوئی بھی دَور ہو اُس کا تقاضا میرے مولاؐ میرے آقاؐ

○

تاریکیوں میں روشنی جاں ہے آپؐ سے
میرا خیال شمعِ فروزاں ہے آپؐ سے

انسانیت کا نام نمایاں ہے آپؐ سے
یعنی عروجِ عظمتِ انساں ہے آپؐ سے

سوز و گدازِ فکر و نظر آپؐ کی ہے دین
آنکھوں میں نُور، دل میں بہاراں ہے آپؐ سے

ویسے تو یہ حیات ہے بے کیفیوں کا نام
میرے حضورؐ جینے کا امکاں ہے آپؐ سے

کردار کی مہک ہے ابھی تک بسی ہوئی
یہ کائنات خلد بداماں ہے آپؐ سے

اللہ کے کلام کی تفسیر بن گئے
دِل میں ہمارے رفعتِ قرآں ہے آپؐ سے

اخلاق بے مثال تو اقوال لا زوال
مشکل ہر ایک جینے کی آساں ہے آپؐ سے

دونوں جہاں میں آسرا سرکارؐ ہی کا ہے
کیسے کہیں کہ کیا سر و ساماں ہے آپؐ سے

○

بُلا لیجے مدینے ہم کو بھی اب کے برس آقاؐ
وہ ہے اب زندگی کی تیز رفتاری کہ بس آقاؐ

نہ دیکھیں آپ کی جانب تو پھر کس کی طرف دیکھیں
نہیں چلتا ہے اب حالات پہ کچھ اپنا بس آقاؐ

سوال اس زندگی سے بڑھ کے ہے پہچان کا اپنی
'شبِ فتنہ' کی ہم پر ہو نہ جائے دسترس آقاؐ

اُجالوں کا تصور ذاتِ اقدس سے ہے وابستہ
مرے رحمت نظر مولاؐ، مرے فریاد رس آقاؐ

وہ ہلکی ہی سہی نسبت غلامی پھر غلامی ہے
مرا حُسنِ یقیں کہتا ہے کھائیں گے ترس آقاؐ

خدائے لم یزل! توفیقِ عشقِ مصطفٰےؐ دیدے
ہماری زندگی ہو اور نفس اندر نفس آقاؐ

متاعِ فقر پا جاتے، اُویسی ہم بھی کہلاتے
ہمیں بھی کاش مل جاتی نگاہِ دور رس آقاؐ

بَلا کا حبس ہے کچھ تازہ جھونکے رحمتوں والے
کُھلا ماحول بھی لگنے لگا ہے اک قفس آقاؐ

مسرت کی پیامی بن کے جو چہرے کھلا جائے
تمنا ہے وہی اک بار پھر بانگِ جرس آقاؐ

○

دُرودوں کی نوا کونین کے سردارؐ سنتے ہیں
فرشتوں کے توسط سے مرے سرکارؐ سنتے ہیں

ہمارا کام ہے بس دُور ہی سے التجا کرنا
بڑی شفقت سے وہ حالِ دلِ بیمار سنتے ہیں

نظر رہ رہ کے اُٹھتی ہے سوئے طیبہ اسی باعث
کبھی ساتھ اپنے ہوگا طالعِ بیدار، سنتے ہیں

جو لو اُن سے لگائے ہیں، بھلا مایوس کیوں ہوں گے
کہ کم ہوتی نہیں ہے خواہش دیدار، سنتے ہیں

فروغِ آدمیت ہے انھیں کا تذکرہ پیہم
اُنھیں کا ذکر اہلِ دل سے ہم ہر بار سنتے ہیں

مقامِ محسنؔ و جامیؔ و سعدیؔ کیوں نہ افضل ہو
وہ جن کے شعر شاہِ دیںؐ سرِ دربار سنتے ہیں

سرورِ دیں سے کیسی دوری، ہم بھی ہوے سودائی سے
منظر منظر فیض انھیں کا کام تو لیں بینائی سے

مہر و مروت کی پہنائی خُلق و کرم کی زیبائی
نسبت ہے ہر وصف کو میرے آقاؐ کی رعنائی سے

دل میں اُن کی یاد بسی ہے لب پہ دُرودوں کی خوشبو
کیف و سرورِ وصل ملا ہے ہم کو شبِ تنہائی سے

اُن کی غلامی ہی کے ناطے دُنیا میں مشہور ہوئے
شاہی سے کیا کام تھا ہم کو، کیا لیتے دارائی سے

اُن کے دامن کے سایے میں حفظ واماں سے رہتے ہیں
ہم کو کیا لینا دینا ہے وقت تری انگڑائی سے

دھوپ کی شدت میں کیا احساس پیدا ہو گیا
ان کے دامن کے تصور ہی سے سایا ہو گیا

جب خیال آیا مدینے کا، طبیعت کھِل اٹھی
جو بھی منظر ذہن میں اُبھرا، سنہرا ہو گیا

ان کے قدموں کی طرف جھکنا ہی معراجِ حیات
سر ہمارا اور اونچا اور اونچا ہو گیا

دیدۂ تر کی پہنچ جب سے وہاں تک ہو گئی
سارے مظلوموں کے جینے کا سہارا ہو گیا

کچھ ندامت کے یہ آنسو کچھ عقیدت کے یہ شعر
اب یہ سرمایا ہماری زندگی کا ہو گیا

دین و دُنیا اس کی مٹھی میں سمٹ کر آ گئے
جو بھی توفیقِ خدا سے اُن کے در کا ہو گیا

جب حضورؐ آئے تو دُنیا میں اُجالا ہو گیا
ہر طرف انسانیت کا ذوق پیدا ہو گیا

پا گئے اک عمر کے تپتے ہوئے صحرا قرار
سبز موسم آتے ہی ماحول ٹھنڈا ہو گیا

بجھتے بجھتے پھر چراغِ آشتی روشن ہوا
خلق و احسان و کرم کا بول بالا ہو گیا

قطرے دریا بن گئے، دریا سمندر بن گئے
آپ کی نسبت سے ہر ذرہ ستارا ہو گیا

آگہی آئی تو جذبوں میں طہارت آ گئی
شاہدِ فطرت سے دل کا ربط گہرا ہو گیا

رحمةً للعٰلمینی آپ کے شایاں ہوئی
خیر سے تخلیق کا پورا تقاضا ہو گیا

اگر ذوقِ سفر کی بات کرنا
ہماری چشمِ تر کی بات کرنا

صبا! درخواست ان سے حاضری کی
جو کرنا عمر بھر کی بات کرنا

ضیائے سیرتِ اقدس بہت ہے
ہمیں اب کیا سحر کی بات کرنا

بڑھی جاتی ہے دل کی بے قراری
ذرا جذب و اثر کی بات کرنا

اُنھیں کے ذکر والے جانتے ہیں
نشاطِ معتبر کی بات کرنا

اگر ہو پختگی ذوقِ طلب میں
تو پھر کیا بال و پر کی بات کرنا

مدینے کے تصور کا ابھرنا
جہاں خیر و خبر کی بات کرنا

وہیں کا زائروں سے حال سننا
ہر اک سے بس اُدھر کی بات کرنا

یہی اب حاصلِ عمرِ رواں ہے
سدا آقاؐ کے در کی بات کرنا

پڑھیں درود و سلام اُن پر
جنھوں نے جینا ہمیں سکھایا

محبتوں کے پیامی بن کر
اِک انقلابِ عظیم لائے

○

طیبہ کا عکس آئنۂ چشمِ نم میں ہے
کیا شوقِ زندگی مرے احساسِ غم میں ہے

اس سے زیادہ ہم تو کبھی سوچتے نہیں
فضلِ خدا حضورؐ کی چشمِ کرم میں ہے

اللہ جانتا ہے کہ ہر مسئلے کا حل
مضمر مرے نبیؐ کے نقوشِ قدم میں ہے

یہ بے سبب تو سر پہ کُلاہیں نہیں ہیں کج
انسانیت کا نازشِ اوصاف ہم میں ہے

اُٹھتی ہے خود بخود ہی گنہ گار کی طرف
یہ وصفِ خاص چشمِ رسولِ اممؐ میں ہے

طیبہ پکارتا ہے اُجالا تو ہے یہاں
سمتِ سفر پہ کوئی عبث پیچ و خم میں ہے

یا رب ہو خیر اسوۂ سرکارؐ دوجہاں
ملت کا اب وجود ہی راہِ عدم میں ہے

اللہ کرے زخمِ دُوری کچھ اتنا گہرا ہو جاے
دربارِ رسالتؐ میں آخر اس بات کا چرچا ہو جائے

ہر درد کا درماں ہو جائے، ہر غم کا مداوا ہو جائے
سرکارؐ کے دامن میں آکر یہ دُنیا دُنیا ہو جائے

ہر چند غبارِ راہ سہی دامن سے اُن کے لپٹا ہوں
اعزاز جسے یہ حاصل ہو، وہ کیسے رُسوا ہو جائے

اے دیدۂ تر اے دیدۂ تر بس یہی چلا جا شام و سحر
جب تک کہ نہ ابرِ رحمت سے اک رابطہ پیدا ہو جائے

اللہ کو بھی محبوب ہو وہ، مقبولِ خلائق بھی ٹھہرے
جو اُن کی نظر میں آجائے، ہر آنکھ کا تارا ہو جائے

اُن کے ہی نام سے آنکھ کُھلے اور جینے کی اک آس بندھے
شام آئے تو ذکرِ سرورؐ دیں آنکھوں کا اُجالا ہو جائے

جوہرِ اسلام ہے انسانیت، خُلق و کرم
اور حقیقت میں یہی اسلام کا پیغام ہے

○

سیرتِ سرکارؐ روشن ہے بنامِ زندگی
آپ کی ہستی ہے وجہِ احترامِ زندگی

گنبدِ خضرا بلندی میں ہے رشکِ آسماں
اور سُنہری جالیاں ہیں ہمکلامِ زندگی

بے سہاروں کا سہارا کون ہے؟ سرکارؐ ہیں
روضۂ اقدس ہے عنوانِ قیامِ زندگی

دیکھتے ہیں ہم اُداسی میں مدینے کی طرف
جس کے ہر منظر میں ہے کیفِ دوامِ زندگی

بس وہی سمتِ سفر جاتی ہے منزل کی طرف
جس طرف ہیں نقشِ پا اُن کے امامِ زندگی

ہم غلامانِ رسولؐ ہاشمی کی آرزو
کاش ہوتی ارضِ طیبہ ہی میں شامِ زندگی

آپ نے انسانیت کا بول بالا کر دیا
پہلے ماضی میں نہ تھا یہ احترامِ زندگی

علم و فن ان پر تصدق، جان و تن ان پر نثار
جن کی خاطر سے ہوا ہے اہتمامِ زندگی

جو بھی چاہا دے دیا اللہ نے محبوبؐ کو
ہے معنون نام ان کے انتظامِ زندگی

انسانیت کے محسنِ اعظم حضورؐ ہیں
پہلے نہ کوئی آیا نہ آئے گا بعد میں

جو کچھ کہا وہ اپنے عمل سے دکھا دیا

○

کوئی بھی شہر ہو، کب ایسے مقام آتے ہیں
زندگی کو یہیں آدابِ خرام آتے ہیں

سبز گنبد کے مکیں کیسی فضیلت والے
جہاں جبریل امینؑ بہرِ سلام آتے ہیں

میرے آقاؐ کی محبت بھی عجب رحمت ہے
کہ دُعاؤں میں غلاموں کے بھی نام آتے ہیں

جب بھی گھبرائے تو بس اُن کی ہی باتیں کر لیں
یہی لمحے تو برابر مرے کام آتے ہیں

جیسے میں ایک چراغ اور مدینے کا طواف
ذہن میں ایسے ہی منظر سرِ شام آتے ہیں

سرِ دربارِ رسالتؐ کوئی تخصیص نہیں
ایک جیسے ہی خواص اور عوام آتے ہیں

ہم جو غم سے اُداس ہوتے ہیں
اپنے مولاؐ کے پاس ہوتے ہیں

ذکرِ سرکارؐ کے سبھی لمحے
زندگی کی اساس ہوتے ہیں

پڑھتے رہتے ہیں جو درود و سلام
وہ بڑے خود شناس ہوتے ہیں

رہنما ہیں نقوشِ پائے حضورؐ
لوگ کیوں محوِ یاس ہوتے ہیں

دھوپ کتنی ہو چھانو تو ہے گھنی
پھر بھی ہم بد حواس ہوتے ہیں

جو بھی طیبہ سے آئے، اُس کے حضور
ہم سراپا سپاس ہوتے ہیں

کوئی بھی شہر ہو، کب ایسے مقام آتے ہیں
زندگی کو یہیں آدابِ خرام آتے ہیں

سبز گنبد کے مکیں کیسی فضیلت والے
جہاں جبریل امینؑ بہرِ سلام آتے ہیں

میرے آقاؐ کی محبت بھی عجب رحمت ہے
کہ دُعاؤں میں غُلاموں کے بھی نام آتے ہیں

جب بھی گھبرائے تو بس اُن کی ہی باتیں کر لیں
یہی لمحے تو برابر مرے کام آتے ہیں

جیسے میں ایک چراغ اور مدینے کا طواف
ذہن میں ایسے ہی منظر سر شام آتے ہیں

سر دربارِ رسالتؐ کوئی تخصیص نہیں
ایک جیسے ہی خواص اور عوام آتے ہیں

ہم جو غم سے اُداس ہوتے ہیں
اپنے مولاؐ کے پاس ہوتے ہیں

ذکرِ سرکارؐ کے سبھی لمحے
زندگی کی اساس ہوتے ہیں

پڑھتے رہتے ہیں جو درود و سلام
وہ بڑے خود شناس ہوتے ہیں

رہنما ہیں نقوشِ پائے حضورؐ
لوگ کیوں محوِ یاس ہوتے ہیں

دھوپ کتنی ہو چھانو تو ہے گھنی
پھر بھی ہم بد حواس ہوتے ہیں

جو بھی طیبہ سے آئے، اُس کے حضور
ہم سراپا سپاس ہوتے ہیں

سرکارﷺ کی مدحت کرنے میں وجدان کا عالم کیا کہیے
یہ لفظ و بیاں یہ فکرِ رسا، یہ گریۂ پیہم کیا کہیے

دو پتھر غزوۂ خندق میں جو اپنے شکم پر باندھے تھے
وہ شانِ نبوت، جہد و عمل اور عزمِ مصمم کیا کہیے

وہ غارِ حرا کی خلوت میں اک سوچ پئے اُمت اپنی
محبوبِ خدائے برتر کا اپنوں کے لئے غم کیا کہیے

توحید کے بارے میں کوئی توضیح کہیں نہ رہ جائے
آئے ہیں ختمِ رُسل ہو کر سرکارِ دوعالمؐ کیا کہیے

جبریل امینؑ کچھ خاص حدوں تک رمز شناس باری ہیں
دربارِ رسالت سے اُن کا پھر ربطِ باہم کیا کہیے

ہر ظلم پہ صبر و شکر کا تو انعام شبِ معراج ملا
اللہ نے آپ کو کیا بخشا اے نازشِ آدم کیا کہیے

○

متاعِ شوق وہی نورِ آگہی بھی وہی
مرے حضورؐ بھی وہ آخری نبیؐ بھی وہی

کوئی جواب نہیں رب کا کبریائی میں
ہے مصطفائی میں صورت حضورؐ کی بھی وہی

یہی نہیں کہ اُجالا اُنھیں کا دل میں ہے
خدا گواہ کہ آنکھوں کی روشنی بھی وہی

ہوا ہے ختم اُنھیں پر عروجِ انسانی
بلندیوں میں ہیں معراجِ زندگی بھی وہی

جو آنحضورؐ کے بارے صبح و شام چلے
شنیدنی بھی وہی بات گفتنی بھی وہی

اُنھیں کے نام پہ سب کچھ نثار کر دینا
مذاقِ کامل وشرحِ خود آگہی بھی وہی

نویدِ منزل ہستی ہیں جن کے نقشِ قدم
کریں گے حشر میں ہم سب کی رہبری بھی وہی

سدا بہار ہے سیرت رسولِؐ اکرم کی
بنامِ فکر و عمل رنگِ دائمی بھی وہی

دُرود جاری رہے لب پہ محویت میں رباؔب
جو بے خودی کی کہو اصل بے خودی بھی وہی

سرکارؐ کے ہیں نقشِ قدم رہبرِ حیات
ان پر چلیں گے ہم تو ملے گی ہمیں نجات
پھر کیوں بھٹک رہے ہیں یہ ہے سوچنے کی بات

کبھی مسئلے نہ اُبھر سکے مرے ذہنِ فکر طراز میں
غمِ دو جہاں سے گزر گیا میں خیالِ شاہؐ حجاز میں

یہ کرم ہے رب کریم کا کہ ورق ورق ہے ضیا فگن
کوئی لمحہ سیرتِ پاک کا نہیں رکھا پردۂ راز میں

جو نقوشِ پائے حضورؐ ہیں بس اُنھیں کی سمت ہیں منزلیں
کہ یہ کاروانِ حیات تو ہے ابھی نشیب و فراز میں

یہ جو زندگی میں ہے روشنی سب اُنھیں کا فیضِ جمال ہے
وہی رنگِ قرب و جوار میں وہی عکسِ دور دراز میں

کبھی وردِ لب پہ درود کا کبھی شغل اُن پہ سلام کا
وہی چشمِ تر کا ہیں سلسلہ وہی میرے دل کے گداز میں

تری کارسازیاں اے خدا ابھی عظیم سے بھی عظیم تر
جو ترا کرم ہو تو پاؤں خود کو پلک جھپکتے حجاز میں

ابھی روح بدر و حنین میں ابھی دل میں ایک سُرور سا
ملا ذوق ذکرِ حبیبؐ کا مجھے دُوریوں کے جواز میں

○

بچوں کو لوگ یہ بھی پڑھائیں نصاب میں
دونوں جہاں ہیں ذکرِ رسالتؐ مآب میں

جب بھی اٹھائے ہاتھ خدا کی جناب میں
خضرا کا عکس آگیا چشمِ پُر آب میں

کیا چشمِ التفات تھی، پتھر پگھل گئے
یہ بات آسکی نہ کسی انقلاب میں

سرکارؐ کے نقوشِ قدم رہبرِ حیات
جب ہیں، تو کیا ہے شک سفرِ کامیاب میں

طیبہ کی سمت دیکھ کے پڑھنے لگے دُرود
اور پھر قرار پاگئے ہم اضطراب میں

قرآں میں فکر، وہ بھی ہو فیضِ حضورؐ سے
کتنی نشانیاں ہیں ابھی تک حجاب میں

سلمانؓ فارسی سے جو نسبت ہے نام کی
کچھ یہ بھی کام آئے گی روزِ حساب میں

مدینے آنے والو! تم کو حاصل وہ سعادت ہے
دیارِ مصطفےٰ کی دید ہی معراجِ قسمت ہے

حوادث کے اثر سے دل کی بستی بے طرح اُجڑی
خدا کا شکر ہے سرکارؐ سے نسبت سلامت ہے

خیال آتا ہے طیبہ کا تو آنسو بہنے لگتے ہیں
مرا اعزاز جو کچھ ہے اِسی غم کی بدولت ہے

یہ کیوں لگنے لگی ہے وسعتِ آفاق بے معنی
مری نظروں میں شاید وسعتِ دامانِ رحمت ہے

نقوشِ پائے اطہر کے اُجالے بڑھتے جاتے ہیں
یہ ختم المرسلیں ہونے کی اک روشن علامت ہے

مدینے کی حدیں آتے ہی منظر سبز ہوتے ہیں
سمجھ لیتے ہیں زائر پاس دربارِ رسالتؐ ہے

مرے سرکارؐ پھر سے زندگی کی تازہ کاری ہو
فساد آمادہ دُنیا ہے، زوال آمادہ ملت ہے

یہی آنسو دیارِ مصطفےٰؐ میں لے کے آیا ہوں
عقیدت کی چمک کیسا تھ ان میں اک ندامت ہے

رباؔب اب دوریوں کی بات کیا ہے، دوریاں کیسی
اُدھر اُن کی توجہ ہے اِدھر میری محبت ہے

چشم کرم کا آپ کی اعجاز کیا کہیں
جو سنگ دل تھے موم وہ پل بھر میں ہو گئے
آدابِ زندگی سے انھیں آشنا کیا

وہ دن آئے کہوں دل کی مرے سرکارؐ سُن لی
جو بات اشکوں میں پنہاں تھی، شہِ ابرارؐ سُن لی

ابھی وہ ساعتیں آنے کو ہیں جب یہ کہیں گے ہم
صدا احساس نے دی، خواہش دیدار نے سُن لی

خدا کے فضل سے جب بھی مرے مولا بُلائیں گے
کہوں گا میں کہ دیکھو طالع بیدار نے سُن لی

حریفانِ سخن کیوں دیکھتے ہیں رشک سے مجھ کو
خبر شاید حضوری کی مرے اغیار نے سُن لی

وہ تو یہ کہیے کہ ہاتھ آگیا دامن ان کا
ورنہ کس کس کا میں شرمندۂ احساں ہوتا

شرفِ حاضری اے کاش مجھے مل جاتا
زندگی بھر کے لئے درد کا درماں ہوتا

ہر کوئی حشر میں جب دامنِ سرورؐ چاہے
شوق ہر وقت خیالوں میں وہ منظر چاہے

ورفعنا لك ذكرك سے فضا ہے معمور
وہی افضل ہے جسے خالقِ اکبر چاہے

اُن کی دُوری کا تصور ہو کہ فکرِ عصیاں
درد ہر لمحہ کوئی تیز سا نشتر چاہے

یادِ سرکارِ دوعالم سے منور لمحے
تیرہ ماحول میں ہر دم دلِ مضطر چاہے

نقشِ پا آپ کے ہر موڑ پہ ہیں مشعلِ راہ
اور اُمت کا یہ عالم ہے کہ رہبر چاہے

سر پہ یہ دھوپ کہاں اتنی کڑی تھی پہلے
دل مرا سایہ دامانِ پیمبرؐ چاہے

شُکر صد شُکر کہ ہے اُن کی توجہ مجھ پر
اور اب کیا یہ نصیبے کا سکندر چاہے

آپ کے ذکر سے تسکین بہت ملتی ہے
زندگی آپ ہی کا ذکر برابر چاہے

نعت ہوتی ہی نہیں ہے کبھی جذبے کے بغیر
فائدہ عرضِ ہُنر کا جو سخنور چاہے

سدرۃ المنتہیٰ سے آگے گئے
قابَ قوسین ہے مقام ان کا
میرے آقاؐ ہیں صاحبِ معراج
عرش پر ضو فگن ہے نام ان کا

دیکھتا ہوں قافلے طیبہ سے جب آتے ہوئے
آنکھ بھر آتی ہے اکثر دل کو سمجھاتے ہوئے

کچھ تو ایسا ہے کہ ذوقِ دید بُجھتا ہی نہیں
ملتے ہیں زائر وہیں کی بات دُہراتے ہوئے

سیرتِ سرکارؐ پڑھ کر ہم سے ننگِ زندگی
آئنے کے پاس سے جاتے ہیں کتراتے ہوئے

قُل ھواللہ احد کو آپ نے سمجھا دیا
ایک سے قول و عمل کی راہ دکھلاتے ہوئے

سب اُجالے آپ کے قدموں سے لپٹے ہیں حضورؐ
ہم اندھیرے میں ہیں اب تک خود کو بہکاتے ہوئے

راحتِ فکر و نظر خُلد بداماں ہیں حضورؐ
دل شکستوں کو مداوائے غمِ جاں ہیں حضورؐ

ہر قدم پر ہمیں احساس کی شادابی دی
آپ اِس دھوپ میں ابرِ گُہر افشاں ہیں حضورؐ

جو اُجالوں کے امیں بن کے چمکتے ہیں یہاں
آپ ہی کے تو چراغِ تہِ داماں ہیں حضورؐ

آپ کی ذاتِ گرامی سببِ نورِ سحر
زیست کے آپ سے وابستہ سب امکاں ہیں حضورؐ

آپ کی چشمِ توجہ سے بھرم قائم ہے
مشکلیں آج بھی میرے لئے آساں ہیں حضورؐ

کام ایسے تھے کہ بے نام و نشاں ہو جاتے
وہ تو یہ کہیے ہم ایسوں کے نگہباں ہیں حضورؐ

جب بھی گھبراتا ہوں میں اپنے اکیلے پن سے
ایسا لگتا ہے کہ نزدیکِ رگِ جاں ہیں حضورؐ

آپؐ ہی کا آسرا ہے
آپؐ ہی پر ہے یقیں
میری پیشانی کے یہ بل آپؐ کے صدقے میں ہیں
آنے والے وقت سے میں اس لیے خائف نہیں
آپؐ ہیں آقا مرے
اور غلاموں پر توجہ آپؐ کی مشہور ہے

بڑی ہی رحمتوں والے بڑے غم خوار ہم سب کے
خدا کے بعد نام ان کا وہی سرکارؐ ہم سب کے

غلامی کی جو نسبت ہے وہ سر کا تاج ہے اپنے
اُسی نسبت سے باقی ہیں بلند آثار ہم سب کے

مدینہ دیکھ لیتے روح کو تسکین مل جاتی
مقدر زندگی میں جاگتے اک بار ہم سب کے

تردّد سمتِ منزل کا نہیں جب راستے میں ہیں
نقوشِ پائے اطہر قافلہ سالار ہم سب کے

اگر ہم آپ کا اخلاق اور کردار پا جاتے
کبھی کے ہو چکے ہوتے سفینے پار ہم سب کے

○

جب دل کی خلش بڑھ جاتی ہے تو ایک ہی صورت ہوتی ہے
نام اُن کا زباں پر آتا ہے اور بارشِ رحمت ہوتی ہے

آقاؐ کی غلامی پانا ہی معراجِ قسمت ہوتی ہے
یہ نسبت نسبت ہوتی ہے یہ عظمت عظمت ہوتی ہے

دربارِ شہہِ لولاکَ لما میں لفظ کہاں جانے پاتے
آنسو ہی وہاں کام آتے ہیں اُن کو ہی اجازت ہوتی ہے

وہ مشرق ہو یا مغرب ہو آقاؐ سے فیض اٹھانے کی
ہر اک کو ضرورت پڑتی ہے ہر اک کو ضرورت ہوتی ہے

اِس بکھری ہوئی ملت کے لیے یکجائی کا ساماں ہوتا
اے سرورِ عالمؐ فخرِ رُسل دل کو یہی حسرت ہوتی ہے

جب اُن کی بات نہیں ہوتی جب اُن کا نام نہیں آتا
وہ لمحہ خود پر روتا ہے وہ سانس اکارت ہوتی ہے

ہم دُور ہوئے ہم دُور ہوئے سرکارؐ سے اپنے دُور ہوئے
ورنہ کہیں یوں بھی جینے کی دُنیا میں صورت ہوتی ہے

یہ شانِ عمل یہ حسنِ عمل کردار کے روشن آئینے
دراصل انھیں آئینوں سے قرآں کی وضاحت ہوتی ہے

ختمِ رسلؐ، فخرِ جہاں
وہ رحمۃً للعلٰمین، تسکینِ قلبِ عاصیاں
وہ ساقیٔ کوثر بھی ہیں
وہ شافعِ محشر بھی ہیں

بلا کے پیچ و خم تھے زندگی بچ کر چلی آئی
کہ بس قسمت سے وہ سرکارؐ کے در پر چلی آئی
کہاں کی تشنگی، جب اک کرن اُمیدِ فردا کی
مرے دل میں بنامِ ساقیِ کوثر چلی آئی
جو ذکرِ سید کونینؐ سے سرشار رہتی ہے
وہ اک موجِ رواں میری طرف اکثر چلی آئی
دُعا بن کر خلیلؑ اللہ کی، مژدہ مسیحا کا
نبوت آپ تک اے شافعِ محشر چلی آئی

حضوری کا تصور ہی قرارِ جاں رہا ہر دم
مری عمرِ رواں کیسی بچشمِ تر چلی آئی

خیال آیا جو شانِ رحمۃ للعٰلمینی کا
وہ اپنے ساتھ لے کر اَن گنت منظر چلی آئی

یقیں آیا کہ میری سمت اُن کی چشمِ رحمت ہے
سنہری جالیوں کو فکر جب چھو کر چلی آئی

اندھیرے راہ میں حائل کبھی ہونے نہیں پائے
مدینے سے ہمیشہ روشنی بڑھ کر چلی آئی

دُرود پاک کا یہ مشغلہ بھی خوب کام آیا
کہ دُنیا خیر و برکت کی ہمارے گھر چلی آئی

سنگ کھا کر بھی دُعا کرتے رہے
سرورِ کونین کی کیابات ہے

اور پھر حسنِ عمل سے آپ کے
ظُلم کا خود ہاتھ نیچا ہو گیا

رُباعیات

مہکی ہے فضا، گرمیِ انفاس کہاں
جو مسئلے پہلے تھے وہ اب پاس کہاں
سرکارؐ کے ذکر میں بڑی ٹھنڈک ہے
ایسے میں کڑی دھوپ کا احساس کہاں

سیرت کی روشنی بصیرت والی
حکمت والی، خدا کی رحمت والی
جب بھی سوچا چھلک پڑی ہیں آنکھیں
اُن کی ہستی بڑی محبت والی

مجبوروں کی غمگین صدائیں سُن لیں
زخمی جذبوں کی التجائیں سُن لیں
اللہ نے بھیج کر مرے آقاؐ کو
سارے ہی یتیموں کی دُعائیں سُن لیں

الطاف و عنایات کے پیکر سرکارؐ
بھٹکے ہوئے رہبروں کے رہبر سرکارؐ
بس چشمِ کرم، چشمِ کرم، چشمِ کرم
آقاؐ، مولا، بزرگ و برتر سرکارؐ

روشن ہے مری فکر و نظر کا عالم
رہبر ہے مرا ایک یقینِ محکم
معلوم ہوا خدا کی رحمت سے مجھے
سرکارؐ کا ہر اسم ہے اسمِ اعظم

محبوب بھی مسعود بھی محمود بھی وہ
مقبول بھی وہ شاہد و مشہود بھی وہ
رحمت کے جمال پر نظر کیا ٹھہرے
اللہ کے جب جوہرِ مقصود بھی وہ

وہ ختمِ رُسل ہیں یہ اشارا ہے بہت
ظلمت میں غلاموں کو سہارا ہے بہت
روشن اسی احساس سے ہے اپنی جبیں
جینے کو یہ احساس ہمارا ہے بہت

ہر گام پہ گر گر کے سنبھلتے کیوں ہیں
بجھتے بجھتے چراغ جلتے کیوں ہیں
کس آقاؐ سے نسبت ہے، جہاں کیا جانے
ہم سر کو اٹھائے ہوئے چلتے کیوں ہیں

بجھتی ہوئی آنکھوں کا اُجالا بن کر
مستقبل و حال کا تقاضا بن کر
چمکے وہ نقیبِ صبح روشن کی طرح
معراجِ عمل کا استعارا بن کر

الفاظ نہ تخیل، نہ اعجازِ بیاں
افکار نہ انداز، نہ تاثیر زباں
کچھ لطف ہی دیتے نہیں آقاؐ کے حضور
ہاں اشکِ رواں، اشکِ رواں، اشکِ رواں

جب بھی رستے میں پیچ و خم آتے ہیں
اور دل میں کہاں کہاں کے غم آتے ہیں
ایسے میں مرے پیشِ نظر، آقاؐ کے
لو دیتے ہوئے نقشِ قدم آتے ہیں

ایمان کی دولت پہ بھروسا ہے ہمیں
سرکارِ نبوت پہ بھروسا ہے ہمیں
سوکھی شاخیں ہری یقیناً ہوں گی
اللہ کی رحمت پہ بھروسا ہے ہمیں

یٰسین وَ طٰہٰ مرے سرکارؐ کے نام
اُمّی لقب و ہادیِ دینِ اسلام
ہیں ساری وضاحتیں اشاروں ہی میں
نبیوں کے امام، قاب قوسین مقام

یہ دولتِ نسبت ہے نہ لٹنے پائے
دم کشمکشِ غم سے نہ گھٹنے پائے
دُنیا چھوٹے کہ اہلِ دنیا چھوٹیں
ہاں دامنِ سرکارؐ نہ چھٹنے پائے

کچھ بات تو ہے آیتیں ساری ایسی
تسکینِ دل وجاں ہیں ہماری کیسی
اللہ نے جن میں ہے کیا ذکرِ حبیبؐ
پاتے نہیں کیفیت کہیں اُن جیسی

مخلوق میں ہر اک سے وہی ہیں بر تر
کونین میں کوئی نہیں اُن کا ہمسر
کس نے ہے کیا ان کو عطا خیر کثیر
کہہ دو۔ انا اعطینک الکوثر

ٹوٹے ہوئے لوگوں کا سہارا وہ ہیں
راہوں میں حیات کی اُجالا وہ ہیں
محبوبِ خدا، ختم رُسل، فخر جہاں
باقی انھیں معلوم ہے کیا کیا وہ ہیں

رحمت کی ردا دوش پہ ڈالے آئے
دستورِ خدا بخشنے والے آئے
پھوٹیں شبِ تاریک سے نوری کرنیں
لپٹے ہوئے قدموں سے اُجالے آئے

ان کے ہی باعث ہے اپنی کج کلاہ
دور ہم سے گردشِ حالات ہے
ہم غلامانِ رسولؐ پاک میں
کچھ نہ ہو کر بھی عجب سی بات ہے

ضمیمہ

بجھی بجھی سی فضا دیکھ کر یہ لگتا ہے
ترا خیال نئے زاویوں سے چمکے گا

دور جتنے تیرے گھر کی روشنی سے ہو گئے
فاصلے اتنے زیادہ زندگی سے ہو گئے

یہ انقلاب مرے ہی عمل کا حصہ ہے
ترا کمال تھا، لیکن زوال اپنا ہوں

ہمارا نام نہ تھا وقت کے اسیروں میں
ہمیں الجھ گئے خود ہاتھ کی لکیروں میں

بے ہنر ایسے کہ لمحے رائگاں کرتے رہے
زندگی بھر ہم یہی کارِ زیاں کرتے رہے

عشق کرنا، جی جلانا، کھیل بچوں کا نہیں
جب چٹانیں کاٹنا تھیں ہم فغاں کرتے رہے

ہاتھ جو روشن ہوئے تھے زندگی کے نام پر
وہ تو اپنے ہی گریباں دھجیاں کرتے رہے

وقت کا، ساعت کا، موسم کا، ہوا کا انتظار
اور کیا کرتے، یہی نادانیاں کرتے رہے

قافلوں کی گرد اُڑ کر آسماں چھونے لگی
ذکرِ ماضی ہم بھی زیرِ آسماں کرتے رہے

سوچ جب بیمار ہو جائے تو ہوتا ہے یہی
ہم خیالوں ہی میں تعمیرِ جہاں کرتے رہے

اُن کے دامن تک پہنچتے، اُن سے کہتے اپنی بات
میرے چہرے پر یہ کیا اشکِ رواں کرتے رہے

اپنی خوش ذوقی پہ اک الزام ہو کر رہ گئے
نام والے تھے، برائے نام ہو کر رہ گئے

آئنوں میں کوئی واضح عکس کیوں آنے لگا
جب ہمیں مجملۂ اوہام ہو کر رہ گئے

کتنے سایے زندگی کی اک علامت بن گئے
کتنے جذبے ذہن کا ابہام ہو کر رہ گئے

ہم بھی کیا کہتے کسی سے، لوگ کیا پہچانتے
تیرے گھر کی صبح تھے اور شام ہو کر رہ گئے

راہ میں ٹوٹے ہوئے پر اڑنے والوں کے لیے
کیسے کیسے حلقہ ہائے دام ہو کر رہ گئے

اُن کے دامن سے ذرا سا فاصلہ کیا بڑھ گیا
ہم رہینِ گردشِ ایام ہو کر رہ گئے

جب ذوقِ عمل بجھ گیا دل سرد ہوئے
رہبر تھے کبھی، راہ کی اب گرد ہوئے
جو سُرخ گلاب تھے وہی سوکھ گئے
پتے جو ہرے ہرے تھے، سب زرد ہوئے

خوابوں میں کبھی قرطبہ کے منظر آئے
اقصیٰ کے کبھی بلند بام و در آئے
دریاؤں سے گزرے کبھی صحراؤں سے
بیدار ہوئے آنکھوں میں آنسو بھر آئے

خوابیدہ سہی، دردِ نہاں باقی تھا
کم کم ہی سہی سوزِ تپاں باقی تھا
حالؔی کے مسدس نے رُلایا سب کو
وہ اس لیے، احساسِ زیاں باقی تھا

افسوس وہ احساسِ زیاں بھی نہ رہا
وہ دردِ نہاں سوزِ تپاں بھی نہ رہا
کیا روشنیِ فکر و نظر کا ماحول
بجھتی ہوئی شمعوں کا دھواں بھی نہ رہا

بڑھتے قدموں کو سُست کر لیتے ہیں
افکار کو اور چُست کر لیتے ہیں
پاتے ہیں وہی لوگ جہاں میں نصرت
جو پہلے صفیں دُرست کر لیتے ہیں

منظر وہ آج بھی جگمگانے والا
جذبے کی اہمیت بتانے والا
شبلیؔ کا عمامہ پائے انصاریؔ پر
اک لمحہ، مگر صدیوں پہ چھانے والا

اک سایہ سا ہے ذہن میں معدومی کا
احساس دلاتا ہے جو محرومی کا
عنواں اسے کچھ دیجیے لیکن ہے یہی
ہم بار اٹھا سکے نہ مخدومی کا

